کیا کھویا کیا پایا
GRAND CENTRAL
TERMINAL
OF DEATH
نگہت ہاشمی
AL-NOOR INTERNATIONAL
النور
پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا کھویا کیا پایا؟

استاذہ نگہت ہاشمی

کیا کھویا کیا پایا؟

استاذہ نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : کیا کھویا کیا پایا؟

مُصنّفہ : نگہت ہاشمی

طبع اوّل : اگست 2007ء

تعداد : 2100

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 98/CII گلبرگ III فون: 042-7060578-7060579

فیصل آباد : 103 سعید کالونی نمبر 1' کینال روڈ' فون: 041 - 872 1851

بہاولپور : 7A' عزیز بھٹی روڈ' ماڈل ٹاؤن اے' فون: 062 - 2875199

2885199' فیکس : 062 - 2888245

ملتان : 888/G/1' بالمقابل پروفیسرز اکیڈمی' بوسن روڈ' گلگشت

فون: 061 - 6223646 6220551

ای میل : alnoorint@hotmail.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

النور کی پراڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں:

مومن کمیونیکیشنز 48-B گرین مارکیٹ بہاولپور

فون نمبر 062 - 2888245

قیمت : روپے

ابتدائیہ

یہ دنیا جزا سزا کی جگہ نہیں۔ یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے۔ اس دنیا میں ہر ایک کو مال ایک جیسا نہیں ملا، ہر ایک کو حالات ایک جیسے نہیں ملے، ہر ایک کو ذہانت ایک جیسی نہیں ملی، ہر ایک کو خاندانی وقار ایک جیسا نہیں ملا، ہر ایک کو وقت ایک جتنا نہیں ملا، ہر ایک کو زندگی ایک جیسی نہیں ملی، ہر ایک کو گھر بار ایک جیسا نہیں ملا، ہر ایک کو دوست احباب ایک جیسے نہیں ملے، ہر ایک کو رشتوں کی محبتیں ایک جیسی نہیں ملیں، یہاں جو بھی کچھ کر رہا ہے opportunities کے لحاظ سے۔ کچھ ایسے ہیں جن کو مواقع ملتے ہیں اور وہ انہیں ضائع کر دیتے ہیں، کچھ ایسے ہیں جن کو مواقع نہیں ملتے لیکن وہ محنت و مشقت بہت کرتے ہیں۔ یہاں ہر ایک کی کوششیں مختلف ہیں۔ ربّ نے بھی بتایا ہے:

اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی (اللیل:4)

''تمہاری کوششیں مختلف ہیں''۔

یہاں بعض اوقات ملاوٹ کرنے والے، دھوکہ بازی کرنے والے، ذخیرہ اندوزی کرنے والے عزت کا مقام اور اقتدار پاتے ہیں اور امانت دار، سچے تاجر، نہ اپنی محنت کا بدل پاتے ہیں نہ عزت اور نہ اقتدار۔ یہاں جھوٹے اور فریبی کو عزت کا مقام مل سکتا ہے،

یہاں چور، ڈاکو، لٹیرے معزز بن سکتے ہیں اور یہاں سچے، مخلص اور دیانتدار لوگ نظروں سے گر سکتے ہیں۔ اس دنیا کے پیمانے خراب ہیں اور ربّ العزت فرماتے ہیں:

اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کَالۡمُجۡرِمِیۡنَ مَا لَکُمۡ وقفة کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ

(القلم:35,36)

''کیا ہم فرمانبرداروں اور مجرموں کو ایک جیسا کر دیں؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو''!

کیسے ممکن ہے راتوں کو سجدے کرنے والے
اور راتوں کو دادِ عیش دینے والے برابر کر دیے جائیں؟
کیسے ممکن ہے سچے اور جھوٹے برابر کر دیے جائیں؟
کیسے ممکن ہے امین اور خائن برابر ہو جائیں؟
کیسے ممکن ہے ظالم اور عادل برابر ہو جائیں؟

مَا لَکُمۡ وقفة کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ (القلم:36)

''تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو''؟

اللہ ربُ العزت فرماتے ہیں:

اِنَّ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ کَانَ مِیۡقَاتًا (النباء:17)

''یقیناً فیصلے کا دن مقرر ہے''۔

فیصلہ ہو گا، کھوٹے اور کھرے الگ الگ ہو جائیں گے۔

ایک دن پکار آئے گی:

وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ (یٰسین:59)

''اے مجرمو! آج کے دن تم چھٹ کر الگ ہو جاؤ''۔

دیکھو آج کے دن پتہ لگ گیا:

لَا یَسۡتَوِیۡۤ اَصۡحٰبُ النَّارِ وَاَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ (الحشر:20)

"جنت میں جانے والے اور دوزخ میں جانے والے برابر نہیں ہو سکتے"۔

اللہ کا قانون اندھا نہیں۔ یہ کالا قانون نہیں کہ راتوں کو ناچنے والے اور اللہ تعالیٰ کے آگے آہ وزاری کرنے والے برابر ہو جائیں۔

کیسے ممکن ہے وہ عادل اندھے اور آنکھوں والے کو برابر کر دے؟

کیسے ممکن ہے کہ رات کی تاریکی اور دن کے اُجیالے ایک ہو جائیں؟

اُس دن تو بنانے والا، مٹانے والا سب کو کھڑا کر دے گا اور حساب کتاب قائم ہو جائے گا۔ اُس دن اعمال پیش ہو جائیں گے۔ اُس دن ہم بھی پیش ہو جائیں گے۔ اُس دن کچھ بھی چھپ نہ سکے گا۔ اس دن انسان سوچے گا:

اَیۡنَ الۡمَفَرُّ ؟

"کہاں ہے جائے فرار"؟

کوئی جائے فرار نہیں ہوگی۔ یہ راستہ بند ہو جائے گا اور اعمال نامہ تھما دیا جائے گا۔

وَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ بِشِمَالِہٖ فَیَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِیۡ لَمۡ اُوۡتَ کِتٰبِیَہۡ وَلَمۡ اَدۡرِ مَا حِسَابِیَہۡ یٰلَیۡتَہَا کَانَتِ الۡقَاضِیَۃَ مَاۤ اَغۡنٰی عَنِّیۡ مَالِیَہۡ ہَلَکَ عَنِّیۡ سُلۡطٰنِیَہۡ خُذُوۡہُ فَغُلُّوۡہُ ثُمَّ الۡجَحِیۡمَ صَلُّوۡہُ ثُمَّ فِیۡ سِلۡسِلَۃٍ ذَرۡعُہَا سَبۡعُوۡنَ ذِرَاعًا فَاسۡلُکُوۡہُ اِنَّہٗ کَانَ لَا یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ فَلَیۡسَ لَہُ الۡیَوۡمَ ہٰہُنَا حَمِیۡمٌ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ غِسۡلِیۡنٍ لَّا یَاۡکُلُہٗۤ اِلَّا الۡخَاطِـُٔوۡنَ (الحاقۃ:25-37)

"اور جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ کہے گا: کاش

میرا نامۂ اعمال مجھے نہ دیا گیا ہوتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ کاش میری وہی موت فیصلہ کن ہوتی! آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا، میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا۔ حکم ہوگا: پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو، پھر اسے جہنم میں جھونک دو، پھر اس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو۔ یہ نہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان لاتا تھا اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔ لہٰذا آج نہ یہاں اس کا کوئی یارِ غم خوار ہے اور نہ زخموں کے دھوون کے سوا اس کے لیے کوئی کھانا جسے خطا کاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا"۔

یہ ہے انجام دل کے اقتدار کا، دل کی بادشاہت کا۔ ساری زندگی بے ثمر ہوگئی۔ وقت گیا، جوانی گئی، علم گیا، مال گیا، گھر بار گیا، رشتہ داریاں گئیں، دوست احباب گئے۔ خالی دامن، خالی ہاتھ مجرم بننے کے لیے زندگی ملی تھی کیا؟ زندگی گئی حسرتیں رہ گئیں، پچھتاوے رہ گئے۔ "کاش ایک بار لوٹا مل جائے"! یہ سوچ ہر لٹے پٹے انسان کی ہوگی مگر

ع تجھے اے زندگی میں ڈھونڈ کر لاؤں کہاں سے

جب وقت تھا غنیمت نہ جانا۔

مال تھا غنیمت نہ سمجھا۔

عقل تھی کام میں نہ لائے۔

اور آج

ع دیکھو اسے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

حسرتوں، آہوں، چیخوں، فریادوں کے درمیان کچھ خوش نصیب بھی ہوں گے جو کہیں گے:

هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ

رَّاضِيَةٍ فِیْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًام بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (الحاقة:24-19)

''دیکھو پڑھو میرا نامہٗ اعمال! میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔ پھر وہ دل پسند عیش میں ہوگا، عالی مقام جنت میں جس کے پھلوں کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے۔ کہا جائے گا: مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اور مال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کیے ہیں''۔

یہی وہ دن ہیں جو کامیابی کی منزل تک لے جا سکتے ہیں۔ آج گزرتے ہوئے دنوں میں دیکھنے کی ضرورت ہے

اس وقت سے ______ کیا کھویا کیا پایا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (67) وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ (68) وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (69) وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (70) (الزمر)

ترجمہ: ’’اِن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اُس کی قدر کرنے کا حق ہے، (اُس کی قدرتِ کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ) قیامت کے روز پوری زمین اُس کی مٹھی میں ہوگی، آسمان اُس کے دستِ راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ پاک اور بالاتر ہے وہ اِس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ اُس روز صُور پھونکا جائے گا اور وہ سب گر کر مر جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے اُن کے جنہیں اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہے۔ پھر ایک دوسرا صُور پھونکا جائے گا اور یکا یک سب کے سب اُٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔ زمین اپنے

ربّ کے نور سے چمک اُٹھے گی، کتابِ اعمال لاکر رکھ دی جائے گی، انبیاء علیہم السلام اور تمام گواہ حاضر کر دیے جائیں گے، لوگوں کے درمیان ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا، اُن پر کوئی ظلم نہ ہوگا، ہر جان کو جو کچھ اُس نے عمل کیا تھا اُس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کو خوب جانتا ہے"۔

عدالتیں تو دنیا میں بھی سجتی ہیں۔ جب کبھی عدالت سجتی ہے ایک طرف مجرم ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان کو مجرم ثابت کرنے والے وُکلاء ہوتے ہیں، وہ اپنا کام کرتے ہیں۔ پھر اسی طرح وہ وکیل جو مجرم کے حق میں ہوتے ہیں وہ بات کرتے ہیں۔ آخری فیصلہ کس کا ہوتا ہے؟ جس کے ہاتھ میں اس وقت قانون ہوتا ہے، justice ہوتا ہے۔ justice کے انصاف کا اندازہ لگانا چاہیں تو کوئی justice موقع پر پہنچ کر نہیں دیکھ سکتا کہ کس نے کیا جرم کیا؟ پھر اگر کسی نے آنکھوں سے دیکھا بھی ہو تو دلوں کا حال کون جانے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے کہ وہ براہِ راست مشاہدہ کرتا ہے، وہ دل کے حال سے واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ریکارڈ کرتے ہیں اور پھر خود انسان، اس کا وجود اس بات کی گواہی دینے والا ہے کہ دنیا میں میں کیا کچھ کر کے آیا ہوں۔

کیسا ہوگا وہ دن جو پیش آنے والا ہے! اگر جائزہ لینا چاہیں اُس دن کا تو کوئی اِلٰہ نہیں، کوئی معبود نہیں، کوئی بادشاہ نہیں، کسی کا اقتدار نہیں، کسی کا کوئی زور نہیں چلتا۔

ہر ایک خوف زدہ ہے۔

ہر ایک پریشان، دہشت زدہ ہے۔

ہر ایک اپنے مستقبل کے بارے میں پریشان ہے۔

اگر ہم دیکھیں تو ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی سہارا بننے والا بھی نہیں لیکن آج وہ سہارا کیسا ہے! آج تو وہ عدل کی کرسی پر بیٹھا ہے۔ آج تو وہ ہر ایک کے ساتھ انصاف کرنے کے لیے بیٹھا ہے۔ آج کسی کے ساتھ ذرہ برابر ظلم ہونے والا نہیں ہے۔ کیسا سخت دن ہے وہ!

ربّ العزت اُس دن کے آنے سے پہلے کے جھٹکے کے بارے میں خود اپنی کتاب میں بتاتے ہیں کہ دیکھو ایک کے بعد ایک stage کتنی difficult ہے!

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا (الزلزال:1)

''زمین اُس روز یکبارگی ہلا ڈالی جائے گی''۔

آپ دیکھیے تو سہی حشر کے میدان تک پہنچنے کے لیے انسان کتنی stages سے گزرے گا۔ ہمارا دل جو چھوٹے سے بجلی کے جھٹکے کو برداشت نہیں کرسکتا، ہمارا وجود ذرا سے دھماکے کو برداشت نہیں کرسکتا اور اُس دن ہر طرف دھماکے ہورہے ہوں گے۔

وہ دیکھو!

سورج ٹوٹ کر گرا اور بے نور ہوگیا۔

چاند گر گیا۔

تارے گر گئے۔

آسمان ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگیا۔

زمین پھٹ گئی۔

سمندروں میں آگ بھڑک اُٹھی۔

کیسا منظر ہے؟

کیسی کیفیت ہوگی؟

ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے، ہر طرف دھواں ہے، ہر طرف عجیب پریشانی ہے، ہر کوئی بھاگ رہا ہے، ہر کسی کو اپنی جان بچانے کی فکر ہے لیکن کسی کی جان بچنے والی نہیں ہے۔ اس دہشت کے عالم میں ذرا اپنے وجود کا تصور کر کے دیکھیں کہ اگر ہماری زندگی میں قیامت آ گئی اور اس منظر میں ہم شامل ہوئے تب ہم کیا کریں گے؟

قیامت کے بارے میں normally جب کسی سے بات ہو کہ آپ نے کبھی سوچا کہ قیامت میری زندگی میں آ جائے گی؟ جواب ملتا ہے نہیں۔ یہ تو سوچتے ہیں کہ آئے گی اس لیے کہ یہ ربّ نے کہا۔ اپنی زندگی میں آ جائے یہ تو کبھی سوچا ہی نہیں۔

کیسا منظر ہو گا جب ہر چیز تباہ ہو رہی ہو گی؟ ایک صور پھونکا جائے گا اور اس صور کے پھونکنے سے کس طرح ہر چیز کٹ کر گر جائے گی۔ نہ درخت، نہ پہاڑ۔

آج تو آندھیاں چل رہی ہیں۔

سمندروں کا پانی اُڑ رہا ہے۔

آج تاروں میں بھی آگ لگی ہوئی ہے۔

ہر طرف عظیم الشان تباہی کا عالم ہے۔

کوئی بچنے والا نہیں۔

مائیں اپنی گودوں کے بچوں کو پھینک پھینک کر بھاگ رہی ہیں۔ اس روز مائیں چاہیں گی کہ اللہ کرے میرا بچہ مر جائے میں بچ جاؤں، کوئی ایسا نہ ہو جس کہ وجہ سے مجھے تکلیف پہنچ جائے۔ ہر کسی کو اپنی جان بچانے کی فکر ہو گی لیکن جان تو کسی کی بھی نہیں بچے گی۔ اُس دن کوئی بچانے والا نہیں اور اس اعتبار سے ہم اگر دیکھیں ہر چیز جہاں ختم ہو رہی ہو گی وہاں فرشتوں کا کیا عالم ہو گا؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (الرحمن:26)

''ہر چیز فنا ہونے والی ہے''۔

اللہ تعالیٰ کے عرش کے اردگرد کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں، اُس کی تسبیح میں، اُس کی عبادت میں، اُس کے احکامات کی تعمیل میں مصروف رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن مقرب فرشتوں سے کیا فرمائے گا؟ ''تم بھی مرجاؤ''۔ جبرائیل علیہ السلام بھی مرجائیں گے، میکائیل علیہ السلام بھی، اسرافیل علیہ السلام بھی جس نے پہلی بار صور پھونکا تھا۔ جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا، جب وہ ایک بار اپنی ڈیوٹی دے چکے گا تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا، پھر وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت عزرائیل علیہ السلام سے پوچھیں گے کہ کون رہ گیا؟ آج کون کون باقی ہے؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام جواب دیں گے: اوپر آپ اور نیچے میں اور کوئی باقی نہیں ہے، سب ختم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: پھر تم بھی ختم ہو جاؤ، تم بھی مرجاؤ۔ پھر ایک ایسی دلدوز چیخ آئے گی، یہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کی چیخ ہوگی جس کی وجہ سے اگر انسان یا کوئی مخلوق زندہ ہوتی تو اُس دہشت ناک چیخ سے ہی ختم ہو جاتی۔ اتنی دہشت کے ماحول میں جب ہر چیز مرچکی ہوگی، ربّ العزت اس وقت یہ سوال کریں گے:

ہے کوئی میرا شریک تو آئے سامنے؟

ہے کوئی جسے اُلوہیت کا دعویٰ ہو؟

ہے کوئی جس کے پاس اختیار ہو؟

ہے کوئی بچانے والا؟

ہے کوئی زندہ؟

نہیں

آج تو اُس حی القیوم کے سوا کوئی بھی زندہ نہیں۔

آج دنیا میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، کیسے تلاوت کرتے ہیں؟ اتنی سادگی

کے ساتھ، اتنی بے دلی کے ساتھ، اتنے ٹھنڈے انداز میں۔ اُس دن کے تصور کو ذہن میں لا کر ذرا اللہ کی آیات کو اپنے سامنے لے کر آیئے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

اور یہ آیت سامنے لے کر آیئے:

وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ (الفرقان:58)

"توکل کرو، بھروسہ کرو اُس ذات پر جو زندہ ہے جس کو کبھی موت نہیں آنی"۔

اُس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے، ہر چیز مرنے والی ہے۔ آئندہ جب کبھی آیت الکرسی پڑھیں تو اس دن کو ضرور یاد کر لیں جس دن سب نے فنا ہو جانا ہے، سب نے ختم ہو جانا ہے۔ آیت الکرسی کے الفاظ کیا ہیں؟

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (البقرہ:255)

"اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور جاوید ہے"۔

خود سے زندہ، ہمیشہ زندہ رہنے والا، وہ اپنے زور سے قائم رہنے والا، جب تک کسی کو قائم رکھنا چاہے وہ قائم رہے، جب وہ ہر چیز کو فنا کے گھاٹ اُتارنا چاہے کچھ بھی باقی نہ رہے۔ اَللّٰہُ بَاقِی (اللہ باقی رہنے والا)، باقی ہر چیز فنا ہونے والی۔ کتنے سکون کے ساتھ آج اپنی اپنی جگہ رہتے ہوئے اُس دن کی بات سن رہے ہیں، کر رہے ہیں۔ ہو گا کیا؟

یہ ذہن باقی رہے گا؟

یہ دل باقی رہے گا؟

یہ آنکھیں باقی رہیں گی؟

وجود کا کون سا حصہ باقی ہو گا؟

اس کائنات کا کون سا حصہ باقی ہوگا؟

اللہ تعالٰی کی ذات کے سوا کوئی ذات نہیں جو اس دن باقی رہ جائے، جس سے کوئی مدد مانگ سکیں، جس سے کوئی سہارا تلاش کر سکیں۔ وہی ذات ہمیشہ رہنے والی، ازل سے تھی، ابد تک رہے گی۔ کبھی اُس کے اقتدار کو زوال آنے والا نہیں ہے۔ باقی ہر چیز زوال پذیر، ہر چیز فنا کے گھاٹ اُترنے والی۔ کوئی بھی جو چاہے گا کہ اللہ تعالٰی کے یہاں اس دن موت سے، تباہی سے، ہلاکت سے بچ سکے، کوئی بچ نہیں سکے گا اور اُس دن بادشاہت کس کی ہو گی؟ دنیا کے بادشاہ کہاں ہیں؟ جب سب ختم ہو جائیں گے۔

ایک بار پھر صور پھونکا جائے گا اور سب کے سب زندہ ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے کون اُٹھے گا اپنی قبر سے؟ اللہ کے رسول ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کے آگے کون ہوگا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذانیں دیتے ہوئے جا رہے ہوں گے۔ آج اذان دینے والے موذن کا درجہ کیا ہے؟ آج دیکھیے ہم نے اُسے کس مقام پر رکھا؟ اور کل اُس کا مقام کیا ہوگا؟ سیاہ رنگت، غلامی کی زندگی گزاری، یہ وہ بلال رضی اللہ عنہ ہے جس کے سینے پر پتھر رکھا جاتا تھا، جس کو لوہے کی زرہ پہنائی جاتی تھی، جس کو تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹا جاتا تھا تو کیا کہتا تھا؟ اُس کا دین، اُس کا کلمہ، اُس کا ایمان، اُس کا یقین بدلنے کی کتنی کوششیں ہوئیں لیکن یہ کسی عام انسان کا دین نہیں جو کسی ذرا سے ہلاوے سے ہل جائے۔ یہ بلال رضی اللہ عنہ کا یقین ہے، یہ اُس کا ایمان ہے، اتنی تکلیف کے باوجود کیا نکلتا ہے؟ احد، احد، احد اور اُس احد نے اُس آواز کو قبول کر لیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے آگے آج حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں، پیچھے پھر ساری مخلوق ہے۔

انہی میں سے ایک ہم بھی ہوں گے، اُٹھ رہے ہوں گے، نہ جسم پر لباس، نہ منہ دھونے کا ہوش، نہ صفائی ستھرائی کا، نہ عقل کام کرے، دہشت زدہ، گھبرائے ہوئے، آنکھیں

پھٹی ہوئی، نئی زندگی مل گئی۔ ہر چیز، سارا جہاں نئے انداز کا بنایا جارہا ہے، کس انداز کا جہان ہے؟ وہ سب کچھ جو اس وقت ہوگا نئے سرے سے پیدا کیا جائے گا اور زمین قیامت کے روز اُس کی مٹھی میں ہوگی، آسمان اُس کے دستِ راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ اُس کے بعد آسمان اور زمین میں اللہ تعالیٰ جس کو زندہ رکھنا چاہے گا زندہ رکھے گا۔

پھر ایک دوسرا صور پھونکا جائے گا اور یکا یک سب کے سب اُٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔ آنکھیں تو مرگئی تھیں، ذرہ ذرہ ہوگئی تھیں اور ذرے بھی مٹی ہوگئے تھے، پھر آنکھ دیکھے گی کیسے؟ جب آنکھ کا مالک اُسے دکھانا چاہے تو آنکھ دیکھنے لگے، جب اُس دیے کو بجھانا چاہے وہ دیا بُجھ جائے۔ ربّ العزت فرماتے ہیں کہ زمین اپنے ربّ کے نور سے چمک اُٹھے گی۔ کوئی سورج نہیں، کوئی چاند نہیں، کوئی تارا نہیں، کوئی external arrangement نہیں، کوئی واپڈا نہیں، روشنی کا کوئی اور سلسلہ نہیں۔ زمین نئی زمین ہے لیکن اُسکی روشنی کا انتظام کون سا ہے؟ ربّ کے نور سے چمک اُٹھے گی۔ انبیاء علیہ السلام اور تمام گواہ حاضر کردیے جائیں گے، آئیں گے نہیں حاضر کیے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے، یہ اُس کا اقتدار ہے جو اُنہیں حاضر کردے گا۔ کتابِ اعمال لا کر رکھ دی جائے گی۔ کہاں پر؟ آپ justices کے ٹیبلز پر دیکھتے ہیں مقدمے کی فائل رکھ دی جاتی ہے اور ذرا تصور کی آنکھ سے دیکھیے: زمین پوری کی پوری بچھی ہوئی ہے، ساری مخلوق حاضر ہے، سب کے سب منتظر ہیں، آنکھیں ایسے جیسے پھٹ گئی ہوں، سب کے سب دہشت زدہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ پتہ نہیں ہمارے بارے میں کیا decision ہونے والا ہے۔ اُس موقع پر ربّ العزت کے سامنے کتابِ اعمال رکھ دی جائے گی اور لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا۔

یہ فیصلے کا دن ہے اور آج کے دن کون ہے بادشاہ؟ کون ہے اقتدار والا؟ کس کے

ہاتھ میں ہے سب کچھ؟ دنیا کے بادشاہ کہاں گئے؟ فرعون کہاں گیا؟ نمرود کہاں گیا؟ وقت کا بادشاہ وہ جو اپنے آپ کو supreme کہتا تھا۔ کہاں گئی supreme power؟ کہاں ہے آج کی supreme power؟ آج بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے؟ وہی اَبدی بادشاہ، وہی اَزلی بادشاہ۔ جب کچھ نہیں تھا تب بھی وہی بادشاہ، جب اُس نے سارا جہاں پیدا کیا تب بھی وہی بادشاہ، سب کچھ ختم کر دے گا تب بھی وہی بادشاہ، جب دوبارہ اُٹھائے گا تب بھی وہی بادشاہ۔ آج تو اللہ بادشاہ ہے، اُس کی شہنشائی ہے، آج تو اُسی کی قدرت ہے، اُسی کا قانون ہے۔ آج سب کچھ اُس کے اپنے ہاتھ میں ہے، سارے اختیارات سلب ہو گئے، ساری بادشاہتیں ہیچ ہو گئیں۔ آج کسی کا قانون، آج کسی کی بات چلنے والی نہیں، آج کسی کے بارے میں اُس حقیقی بادشاہ کی مرضی کے بغیر کچھ ہونے والا نہیں۔

اللہ کیسا بادشاہ ہے؟ ظاہر کا بھی بادشاہ، باطن کا بھی بادشاہ، اندر کا مالک بھی وہی، مختار بھی وہی، اُسی کے فیصلے دنیا کی زندگی میں بھی، اُس نے اختیار دیا کہ چھوٹی سی زندگی میں اپنے فیصلے خود کرنا چاہتے ہو تو خود کرلو، چاہو تو اچھا اور چاہو تو بُرا لیکن اُس کے بعد اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ کر کوئی اپنے بارے میں کسی نوعیت کا فیصلہ کرنے والا نہیں۔ دل پر بھی اللہ تعالیٰ کی حکمرانی۔ آج شیطان کی کوئی حکمرانی نہیں، آج وہ کوئی وسوسہ نہیں ڈال سکتا، اس لیے ہر کوئی اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپ رہا ہوگا۔ ظاہر پر بھی اللہ تعالیٰ کی حکومت، نہ ہاتھ ہل سکے، نہ نظر جھک سکے، نہ زبان کچھ بول سکے، نہ کان کچھ سن سکیں، صرف جتنا اللہ تعالیٰ سنوانا چاہے، جسم کھڑے ہیں، قدم ہل نہیں سکتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔

کیسا اختیار ہے اللہ تعالیٰ کا! وجود پر بھی، دل پر بھی، ذہن پر بھی اور کیسا بادشاہ ہے! رحیم، رحمان، جبار، قہار، منتقم اور کیسا بادشاہ ہے! سارے کا سارا غلبہ اُسی کا۔ پہلوں کا بھی وہی بادشاہ، بعد میں آنے والوں کا بھی وہی بادشاہ، وہ دلوں کا مالک، وہ دلوں کا بادشاہ، وہ

عزیز ذوانتقام، وہ صاحبِ اقتدار، جو چاہے کر گزرنے والا اور جہاں اس نوعیت کا اقتدار ہو اور جہاں کوئی نظریں اٹھا کر دیکھ نہ سکے، حشر کے میدان میں جہاں کسی کی کچھ نہیں چلے گی، ہر کوئی بے بس، بے اختیار ہوگا، قدم رُک گئے، سانسیں رُکی ہوئی ہیں، آنکھیں لگی ہوئی ہیں اپنے رب کے چہرے کی طرف، اُس وقت ربِ کریم سوال کریں گے:

اَیْنَ الْجَبَّارُوْنَ ؟

''کہاں ہیں جبار''؟

دنیا میں بڑا دبدبہ تھا، دنیا میں انسانوں پر حکومتیں قائم کرنے کی خواہش تھی۔ آج کہاں ہیں جبار؟ اللہ ربّ العزت یہ سوال کریں گے اور ہر طرف ہُو کا عالم ہو جائے گا۔ اُس وقت یہ سوال ہوگا:

اَیْنَ الْمُلُوْکُ ؟

''کہاں ہیں بادشاہ''؟

کس کس کو بادشاہت کا دعویٰ تھا؟ کون کون لوگوں پر اپنی حکومت کا فخر کیا کرتا تھا؟ آج آئے، آج بتائے کہاں گئی اُس کی کبریائی؟

اَیْنَ الْمُتَکَبِّرُوْنَ ؟ (صحیح مسلم:2788)

''کہاں ہیں تکبر کرنے والے''؟

اللہ ربّ العزت سوال کریں گے:

لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ؟ (المؤمن:16)

''آج کے دن بادشاہت کس کی ہے''؟

پھر ایک سکتے کا عالم ہو جائے گا، پھر سارا عالم بول اُٹھے گا۔ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ اس ایک اللہ کی جو قہار ہے، سب پر پورا زور رکھتا ہے۔ کیا حالت ہوگی انسان کی؟ کس کیفیت

میں ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اردگرد موجود ہوں گے اور جس کے بارے میں حکم ہوگا، اُسے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لے جائیں گے اور ربّ العزت اس موڑ پر فرمائیں گے:

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ (یٰسین: 59)

''آج کے دن اے مجرمو! چھٹ کر الگ ہو جاؤ''۔

جھوٹ بولتے تھے، نمازیں چھوڑا کرتے تھے، تم بہت مصروف رہنے والے تھے، تمہارے پاس تو فرصت ہی نہیں تھی، تم تو اپنی دنیا میں، اپنے گھروں کے اندر، اپنے کاروبار میں، اپنے معاملات میں اتنے busy تھے، تمہاری تو اتنی مصروفیات تھیں، تمہیں اپنے ربّ کے لیے وقت نکالنے کا ہوش ہی نہیں تھا اور اللہ ربّ العزت جب یہ فرمائیں گے تو کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اپنی جگہ پر رہ جائے، ایک ایک کو پکڑ کر الگ کر دیا جائے گا۔ لو! دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا۔ لو! کھوٹے کھرے الگ ہو گئے۔ دنیا میں کوئی الگ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا، چہرے پر لکھا نہیں ہے کون کتنا کھرا ہے؟ کون کتنا ربّ کے لیے خالص ہے؟ کوئی نہیں جانتا اندر کیا ہے اور باہر کیا ہے؟ بظاہر نمازیں پڑھ رہے ہیں لیکن دل کے اندر کیا سوچ رہے ہیں؟ کیا سوچ ذہن کے اندر آ رہی ہے؟ محسوس کیا کر رہے ہیں؟ خیال ہی خیال میں کہاں پہنچے ہوئے ہیں؟ کوئی نہیں جانتا۔ وہ مالک دلوں کا حال جانتا ہے، اُس دن وہ فرمائے گا کہ اب بھاگ کر دیکھو! کہاں بھاگ کر جائیں گے؟

أَيْنَ الْمَفَرُّ ؟ (القیامہ: 10)

''کہاں ہے جائے فرار''؟

کوئی جائے فرار نہیں، کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں۔ دنیا میں مرضی ہے، choice ہے، جو اللہ تعالیٰ کی بات سننے کے لیے آنا چاہے اُس کے لیے راستے کھلے ہیں اور جو گھر میں چھپ جانا چاہے، گھر میں بیٹھ جانا چاہے، کسی کا کیا زور ہے؟ کسی کا کیا بس چلتا ہے؟ بات تو ربّ

کی ہے لیکن یہ انسانوں کی بے بسی ہے، بے اختیاری ہے، کچھ اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف دعوت دیتے ہیں اور کچھ لوگ منہ بسور کر پرے چلے جاتے ہیں اور جو لوگ منہ بسور کر پرے چلے جاتے ہیں اپنی مرضی سے نہیں بلکہ شیطان کے ہاتھوں شکست کھا کر جاتے ہیں، وہ جو وسوسہ ڈالتا ہے اُس کے ہاتھوں شکست کھا کر کہیں اور چلے جاتے ہیں لیکن اُس روز کیا بنے گی؟ ایک ایک چیز سامنے آجائے گی، دل میں اُبھرنے والے خیال تک بھی نیتیں اور اعمال بھی، سب کچھ۔ منہ پہ کچھ تھا دل میں کچھ، آج کچھ بھی چھپا ہوا نہیں۔ ایک حکم کے تحت کیا ہوگا؟ ایک عجیب سی بھیڑ، ایک عجیب سا رش ہو جائے گا، فرشتے کھینچ رہے ہوں گے، جو نہیں جانا چاہے گا اُسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ اُس موڑ پر اللہ ربّ العزت فرمائیں گے:

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یٰسٓ:59)

''اے مجرمو! آج تم چھٹ کر الگ ہو جاؤ''۔

آج سوچ کر دیکھئے! اگر آج ایسی کیفیت ہو جائے تو کیا کریں گے؟ آج اگر ہم کسی کے سامنے اپنے جرائم کو رکھنا چاہیں، رکھ سکتے ہیں اور چھپانا چاہیں تو چھپا بھی سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ بھی نہیں چھپے گا اور آپ یہ دیکھئے کہ دنیا میں کتنے بڑے بڑے بادشاہ گزرے، دارا، سکندر، ساسانیوں کی حکومت کو دیکھیں 3164 سال حکومت کی لیکن آج ساسانیوں کا نام بھی کوئی نہیں جانتا اور کل کون جانے گا ساسانیوں کو؟ یہ چھوٹی چھوٹی حکومتیں، یہ اختیارات، یہ اقتدار کہاں چلا جائے گا؟ آج جن کی قبروں کے نشان نہ رہے، کل کے دن پر اُن کی کیا کیفیت ہوگی؟ قیامت کے دن تو پتہ لگ جائے گا، سب مان لیں گے کہ

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آلِ عمران:185)

”دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں“۔

سب نظر فریبی، سراب تھا، جس کو پانی سمجھے تھے صحرا میں وہ تو ریت ہے اور ریت پھانکی نہیں جا سکتی اور اگر ریت کو پانی کے طور پر استعمال کرنا چاہیں، نہیں کر سکتے۔ کیسا فریب ہے! جس دنیا میں، جس گھر میں رہتے ہیں، جس گھر کو اپنا گھر کہتے ہیں، اپنا نہیں ہے۔ سب کو پتہ ہے لیکن اُسی گھر کے پیچھے وقت لگاتے ہیں۔ اولاد کو اپنی اولاد کہتے ہیں، اپنی ہے ہی لیکن کتنے دنوں تک؟ کون اپنا بنے گا؟ کوئی کسی کے ذرا کام نہیں آئے گا۔ ماں باپ اپنے بچوں سے، بچے اپنے والدین سے بھاگتے پھریں گے، کیسی کیفیت ہوگی! ساتھی، ساتھیوں کا ساتھ نہیں دیں گے۔ شوہر بیوی کا، بیوی شوہر کا، دوست دوستوں کا، کوئی ساتھ دینے والا نہ ہوگا۔ اُس وقت بادشاہت کس کی ہوگی؟ اس وقت بادشاہت اس جلیل وقدیر اللہ ربّ العزت کی ہوگی۔ اُس وقت سب کی سمجھ میں آجائے گا کہ دھوکہ تھا، فریب تھا، ایسے ہی دنیا کی زندگی میں مصروف رہے، ایسے ہی صبح ہوتی رہی، شام ہوتی رہی اور زندگی تمام ہوتی رہی۔

یہ صبح وشام کا سلسلہ، یہ رات دن کی گردش ہمیں کہاں لے جا رہی ہے؟ جب پیدا ہوئے تھے تب موت کے اتنے قریب نہیں تھے جتنے آج قریب ہیں۔ جو آج کی صورتِ حال ہے کل سے زیادہ critical، کل سے زیادہ خطرناک ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے دوسرے ملک گئے اور واپس آنے سے پہلے شراب حرام ہو چکی تھی۔ کروڑوں کی شراب لے کر آ رہے تھے، اتنی بڑی تجارت اور راستے میں لوگوں نے کہا کہ تم شراب لے کر آئے ہو جبکہ اسے تو حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ مدینے میں داخل ہونا چاہتے تھے، سوچنے لگے کہ ایسے کیسے چلا جاؤں! جب اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا تو اُس کے حکم کی خلاف ورزی کر کے اگلا قدم کیسے اُٹھالوں! نہیں سوچا کہ بچے بھوکے مر جائیں گے، دنیا میں میری وہ عزت اور مقام نہیں رہے گا، کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جاؤں گا، دو سو مٹکے لے کر آئے تھے جو سارے

کے سارے بہا دیئے، ساری شراب ریت میں جذب ہوگئی۔ یہ دنیا کی زندگی کی حقیقت جاننے والے کا حال ہے۔

جس نے دنیا کی زندگی کو اصل حقیقت سمجھ لیا ہو اُس کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ وہ سوچتا ہی رہ جاتا ہے: ہائے میں نے یہ کام کرلیا، مال لگا دیا تو فقیر ہو جاؤں گا، غریب ہو جاؤں گا، کل کا بھی تو دیکھنا ہے۔ آنے والی کل کا نہیں دیکھتے جو حقیقت ہے، اُس کل کو دیکھتے ہیں جس کا پتہ ہی نہیں کہ اُس نے زندگی میں آنا بھی ہے یا نہیں۔ آج ہم ہیں تو ایسا لگتا ہے ہمیشہ رہیں گے حالانکہ کل ہم بھی نہیں ہوں گے۔

؎ ہماری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں

کوئی جانے گا بھی نہیں کہ اس نام کا کوئی باشندہ وجود میں آیا تھا، اُس نے بھی دنیا میں کچھ کیا تھا، اس دنیا کو اس سے کوئی فائدہ پہنچا یا کوئی نقصان پہنچا؟ کبھی کوئی سوچے گا بھی نہیں۔ اگر آپ دیکھیں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے کہ دنیا کے لیے نہیں بکے، اللہ تعالیٰ کے لیے بک گئے، سب کچھ بیچ دیا، داؤ پر لگا دیا، جانتے تھے دنیا کی حقیقت کو۔ ربّ العزت فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

(التوبة:111)

''اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے تو خرید لیا۔ اللہ تعالیٰ کے آگے بک جانے والا دنیا کے لیے کیسے بک سکتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے آگے بکتا ہے وہ دین کے لیے بکتا ہے، سب کچھ لگاتا ہے، اپنا وقت بیچتا ہے، اپنی صلاحیت بیچتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لیے جیتا ہے، اُسی کے نام پہ مرتا ہے، اُسی

کے نام پہ زندگی گزارتا ہے، اسی کے نام پہ وقت، صلاحیت، مال لگاتا ہے جو اُسی کا دیا اُسی کا ہے۔ بقول شاعر

؎ جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کتنی پیاری بات ہے، ربّ العزت فرماتے ہیں کہ جینا چاہتے ہو اس دھوکے کے سامان کے ساتھ، اس دھوکے بھری دنیا کے اندر جینا چاہتے ہو تو جان لو! تمہاری زندگی کا ایک مشن ہے، ایک نصب العین کے تحت جیو گے۔ ربّ العزت فرماتے ہیں:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(الانعام: 162)

''کہہ دو: یقیناً میری نماز، میرے تمام مراسمِ عبودیت (میری قربانیاں) میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے''۔

ماں بھی کہہ دے، بیٹا بھی کہہ دے، بیٹی بھی کہہ دے، باپ بھی کہہ دے، شوہر بھی، بیوی بھی، رشتے دار بھی، بڑے، چھوٹے، بزرگ، جوان سب، ہر ایک کہہ دے کہ میرا سب کچھ اُس اللہ کے لیے ہے جس نے ہماری جانوں پر اختیار رکھتے ہوئے بھی ہمیں اختیار دے رکھا ہے لیکن تھوڑا سا وقت ہے، زیادہ نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے یاد رکھنا، دنیا میں رہنا ہے تو نماز جو تم پڑھتے ہو، وہ نماز تمہاری نہیں ہے، وہ تو میری ملاقات کا سلسلہ ہے، اپنی ملاقات کو میرے ساتھ جب ممکن بنانا ہے تو کیسے ممکن بنا سکتے ہو، کہہ دو:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(الانعام: 162)

''کہہ دو: میری نماز، میرے تمام مراسمِ عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے''۔

رسول اللہ ﷺ نے احسان کی تعریف کرتے ہوئے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی صورت میں اُن کے پاس آئے تھے تو جواب دیا تھا:

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (صحیح مسلم:93)

''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو گویا کہ تم اُس کو دیکھ رہے ہو، پھر اگر تم اُسے نہیں دیکھتے تو وہ تو تمہیں دیکھتا ہے''۔

یہ اللہ کی نماز ہے، اُسی کے لیے ادا کرنا ہے، اُس احساس کے تحت جیسا وہ چاہے۔

نماز کیا ہے؟

سرگوشی ہے۔

گفتگو ہے۔

مناجات ہے۔

ذکر ہے۔

ثنا ہے۔

نماز کیا ہے؟

عبودیت کا اظہار ہے۔

بندے اور ربّ کا تعلق ہے اور بہترین تعلق ہے۔

ایسا تعلق جس کے بارے میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کیا کچھ کرتا ہے؟

اَللّٰہُ اَکْبَرُ

''اللہ سب سے بڑا ہے''۔

اپنے آپ کو surrender کرتا ہے کہ یا اللہ! میں آ گیا، تو سب سے بڑا، میں سب

سے چھوٹا، ساری دنیا چھوڑ دی، میں تیرے پاس چلا آیا۔ یا اللہ! میری نماز تیرے لیے، تیرے آگے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، تیری تعریف بیان کر رہا ہوں، تیرے آگے میں جھک گیا۔ اے جہانوں کے بادشاہ! ساری عظمتیں تیرے لیے۔

سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡم

''پاک ہے میرا رب سب سے عظمت والا''۔

انسان خود کہتا ہے کہ میری یہ نماز کس کی ہے؟ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ''اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے۔ انسان رکوع سے اُٹھتا ہے کس یقین کے ساتھ؟

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ

''سن لی اللہ تعالیٰ نے اُس کی بات جس نے اُس کی تعریف کی''۔

بات سنی گئی، میں نے زبان سے کہی تھی، اُونچی آواز سے نہیں کہی تھی، اپنے دل میں ہی کہی تھی، زبان کھلی تھی کسی نے نہ سنا لیکن میرے ربّ نے سن لیا۔ کتنا یقین ہے! یہ نماز کس کی ہے؟ اللہ ربّ العالمین کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز اپنے لیے نہ پڑھنا، مارے باندھے کی نہیں، روٹین کی نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے آگے اس حشر کی پیشی کا احساس ہے۔ آج اپنی مرضی سے، کل اللہ تعالیٰ کی مرضی سے۔ اُس کے سامنے جو کل ہونے والا ہے آج اللہ تعالیٰ کیسے اُسے realize کراتا ہے؟ جتنا کسی کے اندر احساس ہو، وہ احساس انسان کو کہاں لے جاتا ہے؟ اے اللہ! میں نے ہاتھ رکھ دیے، میرے ہاتھ اُٹھے ہوئے نہیں ہیں۔ لیجیے! میں نے گھٹنے بھی ٹیک دیے۔ اے اللہ! میں تیرے آگے جھک گیا، اب میں نے ناک بھی رکھ دی، اپنی پیشانی بھی، نہ میں ناک کسی کے آگے رگڑوں، نہ میں پیشانی کسی کے آگے رگڑوں۔ جانوروں کو دیکھیں جیسے جانور جھکتا ہے، اسی طرح انسان بھی جھک جاتا ہے۔ کس کے سامنے؟ اپنے

مالک کے سامنے اور کیا کہتا ہے؟

سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

''پاک ہے میرا ربّ سب سے اعلیٰ، سب سے بلند تر''۔

اُس سے بڑا تو کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ نماز تمہاری نہیں، تم کہاں سوچنے بیٹھ گئے؟ تم اپنی زندگی کی مصروفیات کو کہاں لے کر بیٹھ گئے؟ تم نے اپنی تلخیاں، اپنے دُکھ یاد رکھے، تم نے مجھے یاد ہی نہیں رکھا۔ یہ تو میری نماز ہے، یہ میرے لیے تم نے ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کی زندگی کا مقصد بتایا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ کہہ دیجئے: میری نماز اُس ربّ العالمین کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے، وَنُسُکِیْ اور میری قربانی بھی اُسی کے لیے ہے۔ جو بھی قربان کروں، احساس قربان کروں، جذبے قربان کروں، دل میں آنے والے خیال کو قربان کروں، مرضی کو قربان کروں، جو کچھ بھی عقل مجبور کرتی ہے، جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے راستے کی مخالف ہے، اے اللہ! اپنی سمجھ کے مطابق تیرے آگے قربان کردوں۔ اے اللہ! اپنے مال کو تیرے آگے فدا کردوں۔ یا اللہ! تیری بات ہو اور میرے احساسات و جذبات، میری عقل کچھ اور سُجھائے، یا اللہ! تیرے آگے میں قربان، میرے ماں باپ قربان، میرا سب کچھ تیرے آگے قربان۔ میری صلاحیت تیرے آگے قربان، میری صلاحیت اس دنیا کے لیے نہیں لگے گی، میری صلاحیت لگے گی تو اے اللہ! تیرے آگے، تُو بادشاہ ہے، تیرے ہاتھ میں اختیار ہوگا، تو نے زندگی دی تھی، تو نے قدرتیں دی تھیں، تو نے واپس لینی ہیں، تو نے دوبارہ زندگی دینی ہے، تو نے مجھ سے حساب کتاب لینا ہے۔ یا اللہ! تیرے آگے میں کیوں نہ قربان ہو جاؤں! اور میری زندگی کس کے لیے ہے!

ہم کہتے ہیں یہ تو میری زندگی ہے، یہ میری چاہت ہے، یہ میری پسند ہے، میں ایسا

چاہتا ہوں، میں زندگی کے لیے ایسی سوچ رکھتا ہوں، اپنے بچوں کے لیے ایسا چاہتا ہوں، اپنے ساتھیوں کے لیے ایسا چاہتا ہوں، میں اپنے ملک کے لیے ایسا چاہتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَحْيَايَ اور میری زندگی بھی اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے۔ سودا کرلو، کس کے عوض؟ جنت کے عوض۔ دیکھو تمہیں بشارت دوں گا جنت کی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنت کی خاطر بک جاؤ، دنیا کے لیے نہ بکنا، دنیا بہت گھٹیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک بار مردہ بھیڑ کے پاس سے گزرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال کیا تھا: ''کون اس بھیڑ کے مردہ بچے کو جس کے کان کٹے ہوئے ہیں دو یا تین درہم کے عوض لے گا''؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیرت سے حضور ﷺ کو دیکھنے لگے۔ محبت اور عقیدت تو بہت تھی، حیرت اس بات پہ ہوئی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کیسا سوال کر دیا! کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کیسے ممکن ہے؟ اس کو تو کوئی مفت بھی نہ لے۔ کون مُردار گھر لے کر آئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جس دنیا کے پیچھے تم بھاگتے ہو وہ اس مردے بھیڑ کے بچے جتنی قدر و قیمت بھی نہیں رکھتی''۔ (ترمذی: 2321)

یہ دنیا ہے۔ انسان اس دنیا کا کتا بن کر جیتا ہے، بھونکتا ہے، پیچھے بھاگتا ہے، اس دنیا کے لیے ساری کوشش کرتا ہے، اپنی اولاد کے لئے، اس دنیا کے لئے، دنیا کی education کے لیے، دنیا کی دولت کمانے کے لیے، اپنے آپ کو دنیا کی خاطر وقف کیا ہوا ہے، اپنے گھر کے لیے وقف کیا ہوا ہے۔ کتنا چھوٹا objective ہے! کتنا چھوٹا مقصد ہے life کا! میری زندگی کا یہ مقصد ہے کہ میرے بچے، میری فیملی اور گھر ہم سب مطمئن اور خوشحال رہیں۔ کب تک رہ لیں گے؟ کتنی زندگی؟ اُس زندگی کا سوچیں جس نے کبھی ختم نہیں ہونا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ زندگی دی ہے لیکن یہ میرے لیے ہے، اسے وقف کردو، اختیار تمہیں دیا تھا اب اپنی

choice سے اپنی زندگی مجھے دے دو، تمہاری زندگی چاہیے۔ کہہ دو کہ میری زندگی اُس کے لیے ہے جو ربّ العالمین ہے، سارے جہانوں پر جس کا اقتدار ہے۔

وہ کیسا بادشاہ ہے؟ اُس کے آگے کسی کی چلنے والی نہیں۔ کیسی کیفیت ہوگی فرعون کی، نمرود کی، وقت کے بادشاہوں کی؟ کوئی اُس کے آگے پر کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھے گا۔ وہ اللہ فرماتا ہے: دیکھو مجھے: میں کیسا دیتا ہوں؟ تمہیں آنکھیں دیں، دل دیا، ذہن دیا، پورے کا پورا صحیح سالم جسم دیا، زندگی جیسی دولت دی، مال سے نوازا، رشتوں کی محبت دی، یہ سب کچھ کس لیے دیا؟ کہ میرے ہو جاؤ۔ ہم کہتے ہیں کہ انہی کے ہو کر رہیں گے، انہی میں زندہ رہیں گے، انہی کے لیے جئیں گے، انہی کے لیے مریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم اتنے سستے تو نہیں ہو، تمہاری جان کی اتنی تھوڑی قیمت نہیں لگ سکتی کہ تم سب کچھ اس دنیا کے لیے کر کے چلے جاؤ۔ زندگی لگانی ہے تو کس کے لیے؟ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ''اللہ ربّ العالمین کے لیے''، اور کسی کے لیے نہیں، کسی بادشاہ، کسی صاحبِ اقتدار کے لیے نہیں۔ زندگی میں کچھ بھی اتنا اہم نہیں۔ اس دنیا میں کون سی ایسی چیز ہے جو اہم ہے۔ یہ سورج آج نکلا ہوا ہے لیکن کہاں جائے گا؟ اندھا ہو جائے گا، کچھ نہیں رہے گا، نہ چاند رہے گا، نہ یہ زمین رہے گی، نہ نباتات، نہ ہمارے محلات، نہ جھونپڑیاں، کچھ بھی تو نہیں رہے گا، نہ ہم رہیں گے۔ پھر کون باقی رہے گا؟ اَللّٰهُ بَاقِی وہ اللہ باقی رہے گا، وہ فرماتا ہے کہ میرے لیے جیو، میرے لیے صلاحیتیں لگاؤ، میرے لیے وقت لگاؤ۔ کیسے لگائیں؟ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران: 110)

''اب دنیا میں بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدانِ عمل میں لایا گیا ہے''۔

تم اپنے گھروں میں پرسکون ماحول میں گھس کر بیٹھ گئے۔ تم کہتے ہو باہر کیوں نکلیں؟ ہمیں بات نہیں کرنا آتی۔ اللہ تعالیٰ کی بات نہیں کرنا آتی؟ اپنے ربّ کا تعارف کرانا نہیں آتا؟ ربّ کی بات بتانا نہیں آتی؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ نکلو، اُٹھو، تمہیں میں نے گھروں میں رہنے کے لیے پیدا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے گھر سکون کے لیے بنائے ہیں لیکن گھروں کے اندر کا سکون کس نے دیا؟ اللہ تعالیٰ نے۔ اُس نے یہ ساری نعمتیں اس لیے عطا کیں کہ ہم ان کے ہی ہو کر نہ رہ جائیں؟ کھائیں، پکائیں، لباس پہنیں، گھروں کو سجائیں، کمائیں، کچھ تعلیم حاصل کریں، دیں، دلوائیں اور مر جائیں۔ کتنی گھٹیا زندگی ہے! ایک بلی کو دیکھیں، کیا وہ کھاتی پیتی نہیں؟ آپ پرندوں کو دیکھیں، کیا گھونسلے نہیں بناتے؟ کیا اُن کی زندگی نہیں ہے؟ یہ ساری حیوانی ضروریات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان ضروریات کو پورا کرنے سے منع نہیں فرمایا، انہیں احسن طریقے سے پورا کرنا ہے لیکن کیا صرف یہی پورا کرتے کرتے ربّ کے پاس چلے جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران:110)

”اب دنیا میں بہترین گروہ تم ہو جسے میں انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدانِ عمل میں لایا گیا ہے، تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو، تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو“۔

تمہیں پتہ ہے کہ میرا کوئی مالک ہے، میرا کوئی خالق ہے، اُس نے مجھے پیدا کیا ہے، وہ مجھ سے حساب کتاب لے گا، اُس نے میری ہمیشہ کی جزا یا سزا کا فیصلہ کرنا ہے۔ ہم کسی کے نہیں ربّ کے ہیں، اُسی کے لیے ہمیں بکنا ہے، اُسی کے لیے نماز، اُسی کے لیے قربانیاں، اُسی کے لیے جینا اور اُسی کے لیے مرنا۔ کب تک یہ سلسلہ چلے گا؟ جب تک موت نہیں آ

جاتی اور موت بھی کس کے لیے ہے؟ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ''اس اللہ کے لیے جو ربّ العالمین ہے''۔ اللہ تعالیٰ ایسی زندگی گزارنے کے لیے کہتے ہیں جو اُس کی اطاعت میں اس کے بتائے مشن کے تحت گزرے۔ ایسا انسان کامیاب ہو جائے گا، اُس کی موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگی۔ باقیوں کی موت تو کسی اور کے لیے ہوگی، کسی کی گھر کے لیے، کسی کی مال کے لیے، کسی کی زیور کے لیے، کسی کی بچوں کے لیے، کسی کی رشتے داروں کے لیے، کسی کی اپنی job کے لیے، کسی کی بزنس کے لیے، اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں۔ کس کا جینا اور مرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے؟ اُس کا جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر زندگی گزاری، اللہ تعالیٰ کی خاطر صلاحیتیں اور وقت لگایا، جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اُسی کے راستے میں اپنی جان دے دی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے بِکنا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مومنوں نے تو سودا کر لیا:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ:111)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے مال اور ان کی جانیں جنت کے بدلے خرید لی ہیں''۔

یہ بِکے ہوئے لوگ ہیں، اِس سودے کو محسوس نہ کریں تو اور بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سودا کر لو۔ اللہ ربّ العزت نے خوشخبری دی ہے کہ

فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ (التوبہ:111)

''خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے چکایا ہے''۔

کبھی کوئی سودا اتنا کامیاب نہیں ہو سکتا، اتنا profitable business، ایک دو تو کتنا ملے گا؟ 700 گنا۔ ایک کام سات سو گنا بڑھ جائے، سات ہزار گنا، سات لاکھ گنا۔ وہی جانتا ہے، ہم نہیں جانتے، کتنا بڑھا دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کرنا ہے میرے

لیے کرنا ہے، جہان میں جا رہے ہو تو دیکھ لو:

تُو زمین کے لیے ہے نہ آسمان کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے

تمہیں اس جہان کے لیے پیدا نہیں کیا تھا بلکہ جہان کو تمہارے لیے بنایا تھا تا کہ اس میں تم اپنا اصلی status پہچانو، اپنے اصلی مقام کو پہچانو کہ تم ربّ کے غلام ہو۔ اگر انسان اس جہان میں رہتے ہوئے اس بات کو سمجھ لے کہ اے مالک! اے میرے ربّ! تو میرا خالق ہے، تو میرا مالک ہے، تو میرا ربّ ہے، تو رازق ہے، تو نے مجھے سب کچھ عطا کیا ہے، تو مجھ پہ رحمتیں کرتا ہے، اے اللہ! میں تیرے آگے جھک گئی۔ میں تیرے آگے کیسے نہ جھکوں، تو میرا مالک جو ہے، تیرے قبضے میں سب کچھ ہے، جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب کچھ بھی تیرا ہے۔ میرا اپنا کیا ہے؟ کچھ بھی تو نہیں۔ پھر بکنا ہے تو کس کی خاطر؟ اللہ تعالیٰ کی خاطر، دنیا کی خاطر نہیں۔

ذرا اپنی زندگی میں جھانک کر دیکھیں، ایک رکعت بھی ایسی نصیب ہوئی ہے جس میں اللہ اکبر کہا ہو اور ڈوب گئے ہوں؟ کوئی ایک رکعت ایسی دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کے عشق میں ڈوب کر وہ رکعت پڑھی ہو۔ اللہ اکبر کہتے ہی پتہ ہی نہ رہا ہو کہ کہاں گئے؟ پڑھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے آگے حمد و ثنا بیان کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سامنے تسبیحات کر رہے ہیں، اُس کے ساتھ سرگوشیاں کر رہے ہیں، مناجات کر رہے ہیں، اردگرد کے ماحول سے بے خبر کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔ ایک ایسی رکعت جو اللہ تعالیٰ سے بات چیت میں، گفتگو میں گزاری ہو۔ اگر ایسی ایک رکعت ادا کی ہو تب وہ ایک نیکی ہو گی اور باقی کہاں گئیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو غلط فہمیوں میں رکھتے ہیں۔

اس اعتبار سے اگر دیکھیں تو ہم فقیر ہیں۔ فقیر وہ تو نہیں جو جھگیوں میں رہتے ہیں،

جھگی میں رہنے والے کے پاس تو مال نہیں ہے اور ہمارے پاس ایمان نہیں ہے، یقین نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت نہیں ہے۔ کیسے فقیر ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے آگے کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو نہیں پاتے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر میں جا کر بھی اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتے، تب بھی کچھ اور ہی یاد کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نام لیں اور اُس کے نام کی مٹھاس نہ پائیں، کیا یہ فقیری نہیں ہے، مفلس ہیں ہم۔ کیا ہے ہمارے پاس؟ لے کر کیا جانا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے حضور جس کا حساب کتاب ہونا ہے، اور کیسے مفلس ہیں؟ تنہائی ملتی ہے اور تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کے آگے روتے نہیں ہیں۔ کتنا کم روتے ہیں! کتنی لمبی تنہائیاں ہیں! رات کے وقت آپ دیکھئے کتنا وقت ہوتا ہے! ہم کہتے ہیں چپ کر کے سو جاؤ۔ چپ کر کے سے کیا مُراد ہے۔ تنہائی ہے، خود ہیں اور اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم کیا کہتے ہیں؟ آنکھیں بند کرلو جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آنکھیں کھولو۔

اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا (المزمل: 7)

''تمہارے لیے دن میں تو لمبی چوڑی مصروفیت ہے''۔

ممکن ہی نہیں کہ آپ اس طرح کی مصروفیت میں مجھ سے بات چیت کرسکو۔

اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا (المزمل: 6)

''یقیناً رات کا جاگنا نفس پر قابو پانے کے لیے اور قرآنِ حکیم پڑھنے کے لیے بہت ہی زیادہ موزوں ہے''۔

ہماری تنہائیوں میں ہمیں کیا ملتا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ تنہائی میں سو لیتے ہیں، آرام کر لیتے ہیں، آرام پہ آرام، ساری زندگی آرام۔ کبھی اس تنہائی کو اللہ تعالیٰ کے لیے لگایا؟ کیا یہ مفلسی نہیں؟ کیا یہ فقیری نہیں؟ نیند سے سکون تو مل گیا، آرام تو مل گیا لیکن جب ہمیشہ کے لیے سو جائیں گے اور پھر اُٹھائے جائیں گے، پھر اس نیند کے وقت میں سے تھوڑا سا وقت

بھی نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے آگے پیش کر سکیں کہ یا اللہ! تیرے لیے گزارا تھا۔ یہ فقیری ہے۔ سوچیے! اللہ تعالیٰ کو کیا دیں گے؟ پھر آپ یہ دیکھیں کہ کیا اللہ تعالیٰ سے بات چیت کرتے ہیں؟ نہ تڑپ، نہ آنسو، نہ محبت کا اظہار۔ کیسی زندگی ہے؟ مفلسی ہی تو ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک آنسو بہا دو، جہنم میں نہیں جانے دوں گا، ایک آنسو بہا کر تو دیکھو۔

اپنی زندگی کا جائزہ لیں کتنے آنسو ہیں ہمارے پاس؟ اعمال نامے کا جائزہ لیجیے اپنا حساب خود کر سکتے ہیں۔ اِن آنسوؤں کے بارے میں سوچنے کی ضرورت کیوں ہے؟ یہ آنسو قیمتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کی اتنی قدر کروں گا کہ جس آنکھ نے میری خاطر، میرے خوف سے آنسو بہائے ہوں گے اس کو میں جہنم کی آگ کو چھونے نہیں دوں گا، وہ آنکھ بچا لوں گا، وہ انسان بچا لوں گا۔ خوف کھا کر دیکھو، خوف کی کتنی قیمت ہے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرّحمٰن:46)

''اُس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ (کے خوف سے اُس) کے آگے کھڑا ہونے سے ڈرا اُس کے لیے دو باغ ہیں''۔

جہاں آگ ہے وہاں باغ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں آگ سے بچانا چاہتا ہوں اور تم آگ میں جانا چاہتے ہو۔ میں کہتا ہوں اِدھر آ جاؤ، اِدھر اتنی حسین، اتنی خوبصورت، اتنی پیاری زندگی ہے، ایسی زندگی جس کا شاید تصور بھی نہ کیا جا سکتا ہو اور انسان کیسا ہے؟ یہ خوف نہیں لے سکتا، یہ مفلسی ہے اور کیسی مفلسی ہے کہ خوف ہی نہیں ہے پاس، بے خوفی بہت ہے۔ آپ جس سے بھی کہیں جواب ملتا ہے کہ ہمیں تو کوئی پرواہ نہیں، ٹھیک ہے جاؤ آپ اپنا راستہ ناپو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آلِ عمران:110)

''اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے میدانِ عمل میں لایا گیا ہے''۔

جاؤ در در پر جاؤ، ایک ایک فرد کے پاس جا کر بتادو کہ میں ہوں، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، کوئی نہیں جو بادشاہ ہو، کوئی نہیں جو منتظم ہو، اقتدار کا مالک ہو لیکن اب تنظیمیں وجود میں آرہی ہیں، ایسے افراد نظر آرہے ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ اللہ نہیں ہے۔

اس وقت دنیا میں کیسے کیسے گمراہی کا کام ہو رہا ہے؟ خاص طور پر ہمارے اپنے ہی معاشرے میں، اس سلسلے میں کچھ facts آپ تک پہنچانا چاہتی ہوں۔ ایک خاتون نے مجھے بتایا بلکہ آپ خود اُن کی الفاظ میں دیکھیں کہ کتنی پریشان کُن صورتحال ہے:

مجلس میں موجود ایک خاتون کی شیئرنگ:

یہاں پہ ایک تنظیم کام کر رہی ہے اور دُکھ اس بات کا ہے کہ خود میرے اپنے بھائی کے گھر میں بھی یہ کام ہو رہا ہے۔ ان لوگوں کا ایک motto یہ ہے کہ یہ تصور بنادیں کہ اللہ نہیں ہے، نہ ہی اس کو ماننا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ پاکستان کو توڑا جائے۔ وہ اتنے منظم طریقے سے، اتنی تیزی اور اتنے آرام سے کام کر رہے ہیں کہ کسی کو اُن کے اصل مقاصد کی خبر ہی نہیں ہو پا رہی۔ یہ لوگ خاص طور پر نئی نسل کے ذہن بدل رہے ہیں، ان میں آرمی کے لوگ بھی ہیں، پروفیسرز بھی اور ڈاکٹرز بھی اور سب لوگ ایک دوسرے سے بہت زیادہ تعاون کرتے ہیں۔ ابھی کچھ دنوں پہلے ایبٹ آباد سے تین عورتیں آئی ہوئی تھیں، ایک خاتون بیمار تھیں جن کا علاج کروایا گیا اور سب نے مل کر اس کا خرچ برداشت کیا، ڈاکٹرز نے اس کا مفت علاج کیا۔

آپ دیکھیے ہم اللہ تعالیٰ کا کام کرتے ہوئے کیسے ڈرتے ہیں لیکن وہ سارے مل کر

لوگوں پہ negative کام کر رہے ہیں، خدمتِ خلق کے بہت کام کرتے ہیں مثلاً غریب لوگوں کا مفت علاج کرانا، لوگوں کے گھروں میں جا کر ان کی مدد کرنا، جھگیوں میں، جھونپڑیوں میں، اسی طرح طلباء میں۔ پورے پاکستان میں ہر جگہ وہ لوگ کام کر رہے ہیں اور یہ سن لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اس قدر بے تکلف ہیں کہ ایک دوسرے کے گھر جا کر یہ نہیں کہتے کہ یہ آپ کا گھر ہے اور ہم بیٹھ جائیں بلکہ خود کھانا بنانے لگ جائیں گے، کپڑے دھونے لگ جائیں گے، سارے کام کر دیتے ہیں، جہاں بھی جاتے ہیں ایک دوسرے پر جان قربان کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔

ایک خاتون نے مجھ سے یہ تذکرہ کیا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ بات چھپانے والی نہیں یہ بات اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہے اس لیے ضرور سامنے لانی چاہئے کیونکہ انہوں نے اپنے بھائی کے گھر میں وہ سارے سلسلے دیکھے ہیں۔ کہتی ہیں تین چار سال ہو گئے، بہت محبت کرنے والا بھائی اب دیکھتا بھی نہیں۔ اس کو اپنی تنظیم کی طرف سے یہ order ملا کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو اور اس نے چھوڑ دیا۔ اب ان خاتون کو اپنی بھتیجیوں کے بارے میں فکر ہے کہ ان کا کیا بنے گا کیونکہ ان کے ساتھ سب سے پہلے ان کی بھتیجی نے بات کی تھی کہ میرا باپ کہتا ہے کہ اللہ نہیں ہے، آپ بتاؤ اللہ کہاں ہے؟

یہ چیلنج ہے ہم سب کے لیے اور سارے مسلمانوں کے لیے۔ یہ کسی عام personality کی بات نہیں، یہ تو بات ہے ہمارے مولا کی، اُس ذات کی جس کے قبضے میں سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم بہترین گروہ ہو، اُٹھ کھڑے ہو۔ آج تم اپنے گھروں میں عیش و آرام سے ہو اور لوگوں نے میری ذات کو negate کرنے کے لیے اتنی بڑی تنظیمیں بنا لیں، ان میں لوگ مل بیٹھیں، اس مقصد کے لیے تعاون کریں، اس کے لیے funds اکٹھے کریں، اللہ تعالیٰ کی مخالفت میں جانیں تک قربان کر دیں، یہ کتنی بڑی بات ہے! ربّ العزت

فرماتے ہیں کہ دیکھو تمہیں کیا کرنا ہے؟

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (آلِ عمران: 110)

''تم نیکی کا حکم دیتے ہو''۔

کسی کو کچھ نہ کہو، نیکی کا حکم دو، جو حق ہے اس کو بتاتے جاؤ کہ یہ حق بات ہے، یہ بات درست ہے اور اپنی نسلیں بچالو، اپنی بھی بچاؤ اور دوسروں کی بھی بچالو۔ تم نے اور کیا کرنا ہے؟

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران: 110)

''اور تم برائی سے روکتے ہو''۔

برائی سے کیوں روکنا ہے؟ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان جو رکھتے ہو، تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ متعلق جو ہو، تمہارا ناطہ اس ذات کے ساتھ جو ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کو اپنا بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا بنانے کے لیے ہمیں کچھ تو کرنا ہوگا، کوئی تو ثبوت دینا ہوگا۔ ہمیں اس ذات کے تعلق کے سوا منزل نہیں ملے گی، اس کے تعلق کے بغیر کسی جگہ کے نہیں رہیں گے۔ انسانیت آج کس طرح بھٹک رہی ہے! ان سے منزل کس طرح گم ہو رہی ہے! ہماری نسلیں کس طرح اپنے اللہ ہی کو بھولتی چلی جا رہی ہیں! اُن کو اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کے لیے، ان کا اللہ تعالیٰ سے براہِ راست رابطہ کروانے کے لیے ہمیں کیا کرنا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنانا ہے۔ ایک بات سب انسانوں میں common ہے کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کیا سکھاتے ہیں؟

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (البقرہ: 156)

''ہم سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور ہمیں لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس ہی جانا ہے''۔

ہم نے جب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جانا ہے تو یہی بات سب کو بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ

ہے،وہ مالک ہے،آج بھی ہے اور کل بھی ہوگا،موت کے بعد زندگی نے ختم نہیں ہونا، موت کے بعد دوبارہ زندگی ملنا ہے۔لہٰذا جب وہ زندہ کرے گا،جب وہ ہمیں دوبارہ نئے سرے سے زندگی دے گا،وہ دن آئے گا جب پکار جائے گی،پکار کیا ہی جائے گی؟ایک ایک کا نام لے کر بلایا جائے گا:آجاؤ!فلاں تم بھی آجاؤ!تم بھی آجاؤ!تم بھی آجاؤ!ہر ایک کو اپنی اپنی پکار سنائی دے گی۔International Conferences(انٹرنیشنل کانفرینسز)میں مختلف زبانیں بولنے والے جب conferences(کانفرینسز)attend کرتے ہیں تو اس کانفرنس کی زبان چاہے کوئی بھی ہو،head phones کے ساتھ اپنی زبان میں اس کا translation سنتے ہیں۔ایسا ہی حشر کے دن ہوگا۔چاہے کسی کو بھی پکار دی جارہی ہو ہر ایک کو اپنی پکار سنائی دے رہی ہوگی،وہ جہاں کہیں بھی ہوگا اُس تک اُس کی پکار ضرور پہنچ جائے گی اور پکار جانتے ہیں کیا ہوگی؟

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یٰسین:59)

''اے مجرمو!آج چھٹ کر الگ ہوجاؤ''۔

کیا کرتے رہے تھے نادانو!تم نے جانا ہی نہیں۔کیا میں نے تمہیں اس لیے پیدا کیا تھا کہ کھاتے ہی چلے جاؤ،سوتے چلے جاؤ،کماتے چلے جاؤ،خرچ کرتے چلے جاؤ اور بھول جاؤ کہ ہم نے لوٹ کر کہیں جانا ہے۔تم نے اپنی زندگی میں نیکی کے بارے میں سوچا ہی نہیں،تم نے سوچا ہی نہیں کہ میں نے تمہیں بھیجا کس لیے تھا۔آپ یہ دیکھیں کہ چاہے کوئی ربّ کا انکار کرنے والا ہو،اگر %99.9 بھی کسی کو یقین نہیں ہے اس دن کے آنے کا لیکن دل کے اندر ایک چھوٹی سی خلش ،اندر ہی اندر ایک پھانس سی چبھ جاتی ہے کہ اگر وہ دن آگیا تو پھر کیا ہوگا؟اس لیے تو ربّ العزت فرماتے ہیں:

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى (النازعات:34)

”پھر جب وہ بڑی آواز پڑے گی۔“

اُس وقت دیکھو تو وہ پکار پڑ گئی، آ گیا وہ دن جس کا انتظار تھا۔ اُس دن کو کتنا تصور میں رکھا؟ کتنا سوچا؟ یہ ہے وہ بات جس کے بارے میں ہمیں سوچنا چاہیے، محسوس کرنا چاہیے۔ آج وہ دن واقع ہو گیا، سب کچھ چھٹ گیا، سمندر بھڑک اُٹھے، ایک آگ ہے جو سمندروں میں لگی ہوئی ہے، تارے جھڑ رہے ہیں، چاند دو ٹکڑے ہو گیا، سورج اندھا ہو گیا، آسمان لپیٹ دیا گیا۔ ایسا نہیں لگتا جیسے شادی کا یا کوئی اور فنکشن ہو اور اُس کے بعد tents لپیٹ دیئے گئے ہوں، ایسے ہی یہ سارا ہنگامہ ختم ہو جائے گا۔ یہ وہ دن ہے جس کے بارے میں ربّ العزت فرماتے ہیں:

”جس دن بچہ بوڑھا ہو جائے گا“۔ (المزمل: 17)

کیسے؟ انتظار میں کہ مجھے پکار پڑے، میرا ابھی کوئی فیصلہ ہو جائے اور انتظار انتظار۔ ہم کتنا تھوڑا انتظار کرتے ہیں اور کتنی کوفت محسوس کرتے ہیں۔ وہ کیسا انتظار ہوگا؟ دن پر دن گزرتے جائیں گے۔ ربّ العزت فرماتے ہیں کہ تمہارے شمار کے دنوں میں سے وہ دن ایک ہزار دنوں کے برابر ہوگا۔ پھر ایک جگہ فرمایا کہ پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا۔ کتنا لمبا انتظار! کتنا طویل انتظار!

کہاں ہیں وی آئی پی؟ کہاں ہیں فقیر؟ کوئی پتہ نہیں فقیر آگے جا رہے ہیں اور وی آئی پی پیچھے۔ آج تو فیصلہ ہی اور اعتبار سے ہونا ہے۔ آج وہ آگے ہوگا جس کا عمل اچھا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا، جس کے اعمال کی پونجی زیادہ ہوگی۔ اس اعتبار سے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکار پڑے گی، کوئی پیچھے رہنے والا نہیں ہوگا، کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اس وقت یہ سوچے کہ اچھا تھوڑی دیر کے بعد چلے جائیں گے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ بچوں کو نماز کے لیے اُٹھائیں یا اُنہیں جن کو نیند بہت پیاری ہوتی ہے تو جواب ملتا ہے کہ اچھا تھوڑی دیر

میں اُٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا نہیں ہوگا کہ تھوڑی دیر کے بعد جائیں، سب کے سب قبروں سے نکلیں گے اور بھاگ رہے ہوں گے، مرد بھی، عورتیں بھی، بچے بھی، بوڑھے بھی، پاکستانی بھی، ہندوستانی بھی، مسلمان بھی، غیر مسلم بھی، پہلے دور کے لوگ بھی، آخری دور کے لوگ بھی، سب بھاگ رہے ہیں۔ ایک ہی کام ہے بھاگو بھاگو بھاگو۔۔۔ جانا کہاں ہے؟ منزل کہاں ہے؟ آج بھاگ کر کس کے آگے جانا ہے؟ اس موقع پر کس طرح کی صورتحال ہوگی؟ ربّ العزت فرماتے ہیں:

اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ (الشعرآء:90)

''جنت قریب لائی جائے گی''۔

ذرا scene دیکھیں! کیسے change ہو رہا ہے! جنت قریب لائی جائے گی۔ جہنم سے کہا جائے گا تم بھی آجاؤ اور جہنم کھول دی جائے گی۔ اندر کیا ہوگا؟ بھڑکتی ہوئی آگ اور چیخیں۔ جہنم میں ایک ایسا طوفان برپا ہوگا کہ اُس کی دہشت سے انسان اور زیادہ گھبرا جائے گا 'جانے کس کے بارے میں کیا فیصلہ ہو جائے'!

اور کیا ہوگا؟ ترازو سے کہا جائے گا تم بھی آجاؤ 'انصاف کا ترازو' اور دیکھئے پُل صراط بھی لگ گیا۔ کس کے اوپر؟ اُس جہنم پر جس کے بارے میں کہا گیا کہ کھول دی جائے گی، اُس کے اوپر پُل صراط لگا دی جائے گی اور قرآنِ حکیم ہمیں بتاتا ہے کہ تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جسے اُس پل پر سے نہ گزرنا ہو، ہر ایک گزرے گا اس پل سے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ وہ آرام سے گزرے گا جس کے پاس اعمال کی پونجی ہو گی، جسے ربّ بچانا چاہے گا اور وہ جو اپنی آخرت کے بارے میں آج فکر مند ہوگا، وہ وہاں پہنچے گا اور پار اُتر جائے گا۔ فیصلے کے بعد پُل پر ہر ایک کو روک لیا جائے گا اور قیامت کے دن اعلان ہوگا۔ جانتے ہیں کیا؟

اَیْنَ الْعُلَمَاء

''کہاں ہیں علماء''؟

کدھر گئے وہ لوگ جنہوں نے میری ذات کا علم حاصل کیا تھا، میرے قرآن کا علم، میرے رسول ﷺ کی کتاب کا علم حاصل کیا تھا، آج وہ آجائیں۔ قدردانی دیکھیں علم کی۔ آج ہمارے ہاں قدر کس کی ہے؟ بادشاہ کی، president کی، minster کی، اور تلاش میں رہتے ہیں اُن سے تعلق قائم کرنے کو، اُن سے دوستیاں بڑھانے کو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کی کوئی قدر نہیں۔ ربّ العزت فرمائیں گے:

اَیْنَ الْعُلَمَاء

اور اس کے بعد اعلان ہوگا:

اَیْنَ الْاَئِمَّہ؟

''ائمہ کہاں ہیں''؟

ائمۃ المساجد، جو لوگوں کو lead کرتے رہے، لوگوں کی رہنمائی کرتے رہے۔ پھر سوال ہوگا، پھر پوچھا جائے گا کہ مؤذن کہاں ہیں؟ وہ بھی آجائیں۔

کہاں بلایا جارہا ہے؟ یہاں تو اللہ تعالیٰ کا عرش ہے، عرش کا سایہ ہے، اردگرد بیٹھنے کا کچھ انتظام کیا گیا ہے، موتیوں کے منبر سجے ہیں، بڑا زبردست arrangement ہے۔ یہ کس کے لیے بچھائے گئے؟ کرسی تو کسی کے پاس ہے نہیں، مال تو ہے نہیں، اپنا لباس تک نہیں ہے، کھانا پینا کچھ بھی تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آجاؤ۔ کون کون؟ الگ کر دیا گیا اور ایک پکار اور لگے گی:

اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِیَّ ؟ (صحیح مسلم:6548)

''کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے صرف میری ذات کی خاطر آپس میں محبت کی''؟

اُن کا کوئی اور مقصد نہیں تھا، صرف میری ذات کی خاطر آپس میں محبت رکھی کہ اللہ! تیرا نام بلند کرنا ہے، اے اللہ! تیری ذات کا پیغام دوسروں کو دینا ہے تو جڑ کر رہیں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت پوچھیں گے کہ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے میری خاطر آپس میں محبت کی ہے؟ آج جس دن کوئی سایہ نہیں ہے، آجاؤ میں تمہیں اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ کے عرش تلے سایہ پانے کی خواہش کس دل کے اندر ہے؟ ہے تو سہی لیکن عمل کون کر رہا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری صورتوں کو نہیں دیکھنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم قربانیاں کرتے ہو تو میں نہ تمہاری صورتیں دیکھتا ہوں، نہ گوشت کو دیکھتا ہوں، نہ خون کو دیکھتا ہوں، میں تو تمہارے دل دیکھتا ہوں کہ دل میں اللہ ہے۔ یہ پوچھ لیں اپنے دل سے، اگر دل کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت ہے، دل کے اندر اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے تو پھر ٹھیک ہے، پھر خوش ہو جائیں، پھر خوشیاں منائیں، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت اچھا استقبال ہوگا، لیکن بات یہ نہیں ہے کہ صرف دل کے اندر اللہ تعالیٰ ہو، بات تو یہ ہے کہ پھر زندگی کے اندر بھی اللہ تعالیٰ ہو۔ دوغلا پن تو اللہ تعالیٰ پسند ہی نہیں کرتا۔ منافقوں کو تو اللہ تعالیٰ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں پھینکے گا، کافروں کو بھی اوپر رکھے گا، مشرکوں کو بھی اوپر رکھے گا، بڑے بڑے مجرموں کو بھی اوپر رکھے گا لیکن جس کا دل کھوٹا ہوگا اُسے سب سے نچلے درجے میں پھینکے گا، اُس کو اللہ تعالیٰ نے اوپر نہیں لے جانا۔

اُس موڑ پر اللہ ربّ العزت کچھ لوگوں کو خاص مقام دینے والے ہوں گے، اپنے عرش کے سائے تلے، وہ خاص مقام سجایا جائے گا اور کون کون رشک کرے گا؟ خاص طور پر جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں اکٹھے ہوتے ہوں، دور دور کا سفر کر کے ایک دوسرے سے ملنے کے لیے جاتے ہوں، مل مل کر plannings کرتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام دوسروں تک پہنچائیں،

اللہ کے بندوں کو اللہ کی کتاب قرآنِ حکیم سکھائیں، اُس کے لیے کوئی management کا کام کر لیں، کوئی بلانے کا، دعوت دینے کا کام کر لیں۔ یہ جو مل کر رہنا ہے، آپس کی گپ شپ کے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اللہ ربّ العزت فرمائیں گے:

اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ بِجَلَالِیْ ؟ اَلْیَوْمَ اُظِلُّھُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ (صحیح مسلم: 6548)

''کہاں ہیں وہ لوگ جنھوں نے میری خاطر آپس میں محبت کی؟ آج جس دن کوئی سایہ نہیں، میں اُن کو اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دوں گا''۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کیسے بچانے والی ہے؟ جو دنیا میں زمانے کی ننگی دھوپ برداشت کرتے رہے، جنھوں نے لوگوں کی باتیں سہیں، جنھوں نے دُکھ کاٹے، جنھوں نے پراپیگنڈہ کا نشانہ بننے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے دین کا کام نہیں چھوڑا، جو تنگی میں، ترشی میں، تکلیف میں، مصیبت میں، خوشی میں، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے پیغام کو جاری رکھنے والے تھے، اپنے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی۔ اس سلسلے کو جاری رکھنے والے کی اللہ تعالیٰ کیسی قدردانی کرنے والا ہے! رشک کریں گے نبی بھی، صدیقین بھی، شہداء بھی، یہ کیسی قدردانی ہے! اللہ تعالیٰ ہی قدردان ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شکور نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک عمل کی قدردانی کرتا ہے، وہ ایک کو سات سو گُنا کرتا ہے، ہر کام کو وہ اُتنا بڑھاتا جائے گا جتنی نیت خالص ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو کھوٹا انسان پسند نہیں ہے، اندر کچھ باہر کچھ، اندر بدی باہر اچھائی، زبان پہ کچھ دل میں کچھ۔ اللہ تعالیٰ کو ایسا بندہ پسند نہیں، وہ تو کہتا ہے کہ خالص ہو جاؤ میری ذات کے لیے، مجھے خالص لوگ پسند ہیں۔ دین کی پہلی تعلیم ہی اخلاص ہے لہٰذا مجھے تو کھوٹ نہیں چاہیے، یہ نہیں کہ

؎ دوستی بت سے ہے کعبے سے شناسائی بھی

دو دو کام اکٹھے چلنے والے نہیں، ایک طرف کے ہو کر رہو۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانیت کو اکٹھا کر لیا گیا، اللہ تعالیٰ کے سامنے کتابِ اعمال لا کر رکھ دی گئی، زمین اللہ تعالیٰ کے نور سے چمک اُٹھی، فرشتے حاضر ہیں، انسان بھی حاضر ہیں، اب فیصلے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اب سوال ہو رہا ہے، اُن انسانوں کو بلایا جا رہا ہے، آواز پڑی، ذرا اپنا نام لے کر دیکھیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پکارا ہے۔ پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کے پاس جانا تو ہے۔ اُس دن کی سختی کیسی ہے! اذیت اور تکلیف ناقابلِ برداشت ہے۔ آسمان کے چاروں طرف سے فرشتے اُتریں گے اور کیسے ہوں گے؟ بہت وسیع و عریض۔ اب ذرا اپنے وجود کو دیکھیں اور پھر اس میدان حشر کو دیکھیں۔ انسان ویسے ہی دہشت کھا جائے۔ اتنے وسیع و عریض، اتنے تندرست و توانا، اتنے لمبے چوڑے انسان اور پھر وہ فرشتے آئیں گے اور کیوں آئیں گے؟ لے جانے کے لیے۔ کس کو؟ مجرموں کو۔ دنیا میں اپنی مرضی سے زندگی گزار کر آئے ہو ناں، آؤ چلو رب کے پاس۔ ایک انسان ابھی اپنے سر کو نیچے کیے ہوگا، اُس کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لے جایا جائے گا، فرشتے اللہ تعالیٰ کے آگے لے جا کر پھینک دیں گے کہ یہ بڑا عزت والا بنا پھرتا تھا، یہ دنیا میں عزت کے پیچھے آپ کے دین پر بھی عمل نہیں کرتا تھا، جیسا کہ قرآنِ حکیم میں آتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ

(البقرہ:204)

”دنیا کی زندگی میں کوئی ایسا شخص ہے جس کی باتیں تمہیں بہت اچھی لگتی ہیں حالانکہ وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے“۔

اُس کے بارے میں ربّ العزت فرماتے ہیں:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ (البقرہ:206)

''جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو اُس کو اپنی عزت کا احساس گناہ پر جما دیتا ہے''۔

اپنی بڑائی کا احساس کہاں لے جاتا ہے؟ پکڑ لیتا ہے، جانے نہیں دیتا۔ یہ گناہ ہے۔ اس احساس کی وجہ سے ہم کب کب پکڑے جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب اپنی عزت کا احساس کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (یونس :65)

''عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے لیے ہے''۔

کیا یقین نہیں آتا کہ وہ دن آئے گا اور اُس دن جب فرشتے آئیں گے، اُن کی پلکوں کی مسافت کتنی ہوگی؟ وجود کا پتہ لگتا ہے۔ یہ پلکیں آپ دیکھتے ہیں کتنی چھوٹی سی ہیں، ایک انچ کے برابر بھی نہیں ہیں اور فرشتوں کی پلکوں کا سائز کتنا ہوگا؟ سو برس تک سفر کرو تب جا کر پلکیں ختم ہوں گی۔ انسان ایسے فرشتوں کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو جائے گا۔ اس وقت کیا گمان رکھیں اپنے بارے میں؟ ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ کیسی کیفیت ہوگی؟ کیسی دہشت ناک صورتحال ہوگی؟ اتنی بھاری بھرکم جسامت کے ساتھ جو آئے، کیا وہ ہمیں چھوڑ کر جائے گا؟ اُس کے لیے تو ہم چیونٹی برابر بھی نہیں ہوں گے، وہ لے جائے گا۔ آج ہم وہاں جاتے ہیں جہاں جانا چاہتے ہیں، اختیار ہے ناں، ربّ کی بات بھی سننا چاہیں تو سنتے ہیں لیکن اُس دن کوئی اپنے گھر میں نہیں بیٹھ سکے گا، سب ایک وسیع وعریض میدان میں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے پکڑ کر گھسیٹ کر لے جائیں گے۔ کس کے پاس؟ ربّ العزت کے پاس۔

اُس وقت کی صورتحال کیا ہوگی؟ انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، صالحین، سب خوف کی وجہ سے سجدے میں گر جائیں گے اور اُس وقت خوف کی وجہ سے بعض لوگ فرشتوں سے

پوچھیں گے: کیا آپ ہی ہمارے پروردگار ہیں؟ یعنی اتنی بڑی ہستی شاید یہی ہمارا ربّ ہو، اور یہ کیوں ہوگا؟ فرشتے کے رعب کی وجہ سے، اُس کے دبدبے کی وجہ سے۔ فرشتے اس سوال کی وجہ سے ڈر جائیں گے، وہ کہیں گے کہ ہمارا ربّ اس سے کہیں بلند ہے کہ وہ ہم میں سے ہو اور ربّ العزت کی پاکیزگی بیان کرنا شروع کردیں گے، با آوازِ بلند کہیں گے: ہمارا پروردگار اس سے پاک ہے کہ وہ ہم میں سے ہوتا، وہ بعد میں آنے والا ہے، یعنی آئے گا ضرور لیکن ابھی تو تمہیں اُسی کے پاس لے کر جا رہے ہیں۔

یہ سب کو پکڑ پکڑ کر کہاں لے جا رہے ہیں؟ سوال ہونے والا ہے۔ کس کس سے سوال ہونا ہے؟ سب سے، نبی سے بھی، صدیق سے بھی، شہید سے بھی، مومن سے بھی، منافق سے بھی، کافر سے بھی، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم ہے اُس سے بھی، ہر ایک سے سوال ہوگا۔ اس کے بارے میں قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربانی ہے:

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ (الاعراف:6,7)

”پھر ہم اُن لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے۔ پھر ہم چونکہ پوری خبر رکھتے ہیں اس لئے اُن کے رُوبرو بیان کردیں گے اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے“۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سوال اس لیے نہیں ہوگا کہ ہمیں پہلے کا پتہ نہیں، بالکل پتہ ہے کہ پہلے تم کیا کرتے رہے۔ سوال اس لیے کیا جائے گا تاکہ تم پر ثابت کردیا جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَا ذَآ اُجِبْتُمْ (المآئدہ:109)

”جس روز اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو جمع کریں گے، پھر ارشاد فرمائیں گے کہ تم کو کیا

جواب ملا تھا''؟

جس دن اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو جمع کریں گے اور سوال کریں گے کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا؟

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (المائدہ: 109)

''وہ عرض کریں گے کہ ہم کو کچھ خبر نہیں، بلاشبہ آپ ہی غیبوں کے جاننے والے ہیں''۔

ایسا کیوں کہیں گے؟ یہ ذہن کام نہیں کرے گا، باتیں یاد نہیں رہیں گی، دہشت کی وجہ سے۔ گھبراہٹ میں، خوف کی حالت میں انسان بھول جاتا ہے۔ شدت کا خوف ہو تو باتیں بھولنے لگتی ہیں، اپنے گھر کا ٹیلی فون نمبر بھی بھول جاتا ہے، ایڈریس بھی بھول جاتا ہے، کچھ یاد نہیں رہتا، خوف کی نوعیت کی بات ہے۔ اُس وقت رسولوں تک کو یاد نہیں رہے گا، ہاں ایک بات یاد رہے گی:

اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (المائدہ: 109)

''آپ تو سب غیبوں کو جاننے والے ہیں''۔

آپ جانتے ہیں، ہم تو نہیں جانتے، ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ اُس دن کی سختی کا کیا عالم ہو گا! انبیاء علیہم السلام کو پتہ نہیں چلے گا تو ہمیں کیا پتہ چلے گا۔

پھر کیا ہوگا؟ حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ یہ حشر کا دن ہے، حساب کتاب ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کے معاملات clear کر رہے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو ہم نے تو نہیں دیکھا لیکن اُس دن دیکھیں گے۔ انہیں بلایا جائے گا اور اُن سے پوچھا جائے گا کہ کیا اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا تھا؟ یہ کیسا دن ہے! اللہ تعالیٰ تو سوال کر رہے ہیں کہ میرا پیغام میرے بندوں تک پہنچایا تھا؟ پہلے تو نبیوں سے سوال ہوگا، پھر اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئے گی تو ہر ایک سے سوال ہوگا کہ تمہیں میں نے لوگوں کے لیے کھڑا کیا،

لوگوں کے لیے اُٹھایا، تم کیا کر کے آئے ہو؟ حضرت نوح علیہ السلام سے دریافت کیا جائے گا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے دین کو پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں لیکن جب لوگوں سے پوچھا جائے گا تو وہ جواب دیں گے کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا، جھوٹ بول جائیں گے، کہیں گے کہ ہمیں پتہ نہیں کون آیا تھا۔ پھر اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نوح علیہ السلام کی گواہی دے گی کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں آپ نے بتایا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی تھی، کل بھی اُن لوگوں نے جھٹلایا تھا، آج پھر جھٹلا دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور اُن سے پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو بھی اِلٰہ (معبود) بنا لو؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا کیفیت ہو گی؟ آپ علیہ السلام کے رونگٹے دہشت اور خوف کی وجہ سے کیلوں کی طرح کھڑے ہو جائیں گے اور ان سے خون رِسنے لگے گا۔ آپ علیہ السلام اس سوال سے پریشان ہو جائیں گے اور فرمائیں گے کہ اے اللہ! جب تک میں اُن کے درمیان تھا مجھے اُن کے حالات کا علم تھا، اب جب میں اُن کے درمیان نہیں رہا مجھے کچھ پتہ نہیں کہ میرے پیچھے وہ کیا کرتے رہے ہیں۔

اسی طرح ملائکہ آئیں گے، ایک ایک کو آواز دیں گے، فلاں خاتون آپ آجاؤ! فلاں مرد آپ آجاؤ! ایک ایک کو پکارا جائے گا۔ اپنا نام لے کر اُس پکار کو اپنے دل میں محسوس کر کے دیکھیں کہ مجھے پکار پڑے گی، ایسی پکار تو کیا ہو گا؟ زمین چمک رہی ہے، کتابِ اعمال پڑی ہے، اعمال نامے کھلے ہیں اور اس موڑ پر کیا ہو گا؟ ایک کے بعد ایک غم، ابھی پہلے غم سے نجات نہیں ملی ہو گی کہ اگلا غم، ایک کے بعد ایک تکلیف۔

بچے بوڑھے ہو رہے ہیں۔
لوگ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہیں۔

اُس موقع پر جہنم جب لائی جائے گی، پہلی چیخ مارے گی۔ جہنم کی چیخ۔ کسی چیز کی آگ تیزی سے بھڑکے تو آپ جانتے ہیں کہ کتنی ہولناک قسم کی آواز آتی ہے! یہ جہنم کی چیخ ہوگی۔ جہنم کیوں چیخے چلائے گی؟ لوگ جو وہاں موجود ہوں گے، اُن کو دیکھ کر غصے میں آجائے گی کہ یہ سارے میرے لیے آگئے۔ چیخ اُٹھے گی: اتنے لوگ! اتنے انسان! سب کے سب، سب آگئے میرے پاس۔ کتنے تھوڑے سے لوگ ہوں گے جو جنت جا رہے ہوں گے اور اُس وقت دوزخ کے محافظ لوگوں کی طرف غصے میں بڑھ رہے ہوں گے تاکہ اُن پر حملہ آور ہوں۔ یہ آواز سُن کر، جہنم کے محافظین کی تاب نہ لا کر لوگ گھٹنوں کے بل گر جائیں گے، ہمت نہیں ہوگی۔ اپنے بارے میں سوچ کر دیکھیں کہ ایسے ہی ہم بھی گرے پڑے ہوں گے۔ خوف کے مارے تو انبیاء علیہم السلام بھی سجدے میں پڑے ہوں گے۔

ابھی پچھلے غم سے نجات نہیں ملے گی کہ دوزخ ایک اور چیخ مارے گی۔ اس چیخ سے لوگوں کا خوف دوگنا ہو جائے گا، اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں گے، پتہ لگ جائے گا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ اُس آواز کی دہشت سے لوگ زمین پر گر پڑیں گے اور آنکھیں اوپر کی سمت لگی ہوئی ہوں گی، اوپر کی طرف دیکھ رہے ہوں گے یعنی گرے ہوئے بھی اوپر کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور ظالموں کے دل سینے سے اُچھل کر حلق میں آجائیں گے۔ دنیا میں تو مثال کے طور پر ہم کہتے ہیں لیکن وہاں عملی طور پر ایسا ہو جائے گا اور چاہے کوئی دنیا میں نیک تھا یا بدکار، سب کی عقلیں خراب ہو جائیں گی، کسی کو کوئی ہوش نہیں رہے گا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ پیغمبروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمائیں گے:

مَا ذَآ اُجِبْتُمْ (المآئدہ:109)

”تمہیں کیا جواب دیا گیا“؟

جب تم نے پکارا تھا، جب اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف دعوت دی تھی، جب لوگوں

سے کہا تھا تو تمھیں کیا جواب ملا؟ جب گنہگار یہ دیکھیں گے کہ آج تو انبیاء علیہم السلام بھی سختی میں مبتلا ہیں تو یہ سوچ کر اُن کا خوف اور بھی بڑھ جائے گا کہ کل یہ ہمارے پاس آئے تھے، ہمیں اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف دعوت دیتے رہے لیکن آج تو یہ خود شدت کی سختی میں مبتلا ہیں، خوف میں مبتلا ہیں۔ یہ وقت ہوگا جب باپ اپنے بیٹے سے، بھائی اپنے بھائی سے، ماں اپنی بیٹی سے، سب ایک دوسرے سے بھاگیں گے۔ ہر شخص کو صرف ایک چیز کا انتظار ہوگا کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟

اُس وقت ہر شخص سے بالمشافہ سوال کیا جائے گا اور انسان سے کیا پوچھا جائے گا؟ ایک ایک چیز کے بارے میں:

آنکھیں کیا دیکھ کر آئی ہیں؟

ہاتھ کیا کر کے آئے؟

پاؤں کیا کر کے آئے؟

زبان کیا بول کر آئی؟

ایک ایک چیز کے بارے میں سوال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتے ہیں:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (ق: 18)

''کوئی لفظ انسان کی زبان سے نہیں نکلتا مگر دو حاضر باش نگران اُسے ریکارڈ کرنے کے لیے موجود ہوتے ہیں''۔

اس وقت اللہ تعالیٰ لوگوں سے کہیں گے کہ تمھیں کس چیز کے بارے میں شک ہوا؟ اپنے ربّ کے بارے میں؟ تم نے کہا میرا کوئی پیدا کرنے والا نہیں، اس جان کو کوئی بنانے والا نہیں، تم نے سوچا کسی کی میری جان پر کوئی قدرت نہیں، میرے وجود پر کوئی قدرت نہیں۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ رسولوں سے سوال کریں گے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو دیکھ پائیں گے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، لوگوں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم قیامت کے روز اپنے ربّ کو دیکھیں گے"؟ فرمایا: "کیا تمہیں سورج کو دیکھنے میں شک ہوتا ہے جب دوپہر کو سورج تمہارے درمیان ہوتا ہے"؟ لوگوں نے عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ! کوئی شک نہیں ہوتا"۔ فرمایا: "اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! تم اپنے ربّ کے دیدار میں بھی شک نہیں کرو گے"۔ (صحیح مسلم: کتاب الایمان)

یعنی تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کو دیکھ پائیں گے یا نہیں؟ یہ تو ایک الگ سوال ہے لیکن ہر ایک کو پتہ لگے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ ہے جو ہم سے سوال کر رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے سے ملاقات کرے گا اور اُس سے پوچھے گا:

کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی؟
تجھے سیادت نہیں دی تھی؟
تیرا جوڑا نہیں بنایا تھا؟
تیرے لیے گھوڑوں، اُونٹوں کو تابع نہیں کیا تھا؟
کیا تجھے سرداری عطا نہیں کی تھی؟

وہ عرض کرے گا: "پروردگار یہ نعمتیں تو تو نے عطا کی تھیں"۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "کیا تو یہ گمان رکھتا تھا کہ تجھے مجھ سے ملنا نہیں ہے"؟

اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتے ہیں کہ تمہاری بیماری کی اصل جڑ ہی یہی ہے کہ تمہیں یہ یقین نہیں آتا کہ تم نے مجھ سے ملاقات کرنی ہے۔ سورۃ الانفطار میں ربّ العزت فرماتے ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ

فَعَدَلَکَ فِیۡۤ اَیِّ صُوۡرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ (الانفطار: 8-6)

”اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے ربِّ کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال رکھا ہے؟ اُس نے تمہیں پیدا کیا، نِک سُک سے درست کیا، اچھی صورت میں تمہیں ترتیب دیا“۔

پھر کس چیز نے انسان کو دھوکے میں ڈالا؟ اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں:

کَلَّا بَلۡ تُکَذِّبُوۡنَ بِالدِّیۡنِ (الانفطار: 9)

”ہرگز نہیں! تم روزِ جزا کو جھٹلاتے تھے“۔

تمہیں یہ یقین نہیں تھا کہ ایک ایسا دن آنے والا ہے جب میرے ربّ نے میرے اعمال کی پوچھ گچھ کرنا ہے، جس دن میں نے پکڑے جانا ہے، جس دن میرے ربّ نے پوچھنا ہے کہ کیا میں نے تمہیں عزت نہیں دی تھی؟ تمہیں اچھا وجود نہیں دیا تھا؟ لیکن تم یہ گمان رکھتے تھے کہ تمہیں اپنے ربّ سے نہیں ملنا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں بھی تمہیں بھول گیا جس طرح تم نے مجھے بھلا دیا تھا۔ سورۃ طٰہٰ میں اس مضمون کو بڑے ہی دہشت ناک انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں:

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا (طٰہٰ: 124)

”جس نے میرے ذکر سے منہ موڑ لیا، میں اُس کی دنیا کی زندگی تنگ کر دوں گا“۔

اپنے اپنے بارے میں سوچ لیں کس کس طرح منہ موڑتے ہیں؟ چہرہ تو کسی اور ہی طرف رہتا ہے۔ صلاحیت لگتی ہے تو کہاں لگتی ہے؟ مال ہے تو کہاں لگتا ہے؟ وقت لگاتے ہیں تو کہاں؟ ساری دلچسپیاں ہی مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بیمار کروں گا، دُکھ دوں گا، پریشانیاں آئیں گی، میں اُسے جینے ہی نہیں دوں گا، میں اُسے ایسی تکلیف میں مبتلا

کروں گا کہ بلبلا اُٹھے گا لیکن کوئی راہ نہیں پائے گا۔ میں اُس کی زندگی کو تنگ کردوں گا۔ کون سی زندگی؟ جو دنیا کی ہے۔ ہم کہتے ہیں دین کی طرف جائیں گے تو تنگ ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دین چھوڑو گے تو میں تمہاری دنیا کی زندگی تنگ کردوں گا۔ چھوڑ کر دیکھو، رُوگردانی کر کے دیکھو، تم تو دنیا کے پیچھے بھاگتے بھاگتے میرے پاس آجاؤ گے۔ پھر کیا ہوگا؟

وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰهٰ : 124)

''ہم قیامت کے دن اُس کو اندھا اُٹھائیں گے''۔

وہ پوچھے گا جو اندھا اُٹھے گا۔ پتہ نہیں ہم کہاں ہوں گے۔ جو جو منہ موڑتا ہے وہ سوچ لے۔ وہ ربّ سے پوچھے گا:

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا (طٰهٰ : 125)

''وہ کہے گا: اے میرے ربّ! تو نے مجھے اندھا کیوں اُٹھایا میں تو دیکھنے والا تھا''؟

دنیا میں میرے پاس آنکھیں تھیں، میں دیکھتا تھا، تو نے مجھے اندھا کیوں اُٹھایا۔ اُس وقت اللہ ربّ العزت یہ فرمائیں گے:

كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا (طٰهٰ:126)

''اس طرح ہماری آیات تمہارے پاس آئی تھیں تم نے اُنہیں بھلا دیا''۔

اس طرح ہمارا پیغام آیا تھا۔ پھر تم نے کیا کیا؟

تم نے کہا کہ یہ ماضی کی پرانی باتیں ہیں اور ٹھیک ہے ہم نے بچپن میں ناظرہ قرآن پڑھ لیا تھا، ٹھیک ہے تلاوت نہیں کرتے۔ جو روز تلاوت کر لیتا ہے وہ کہتا ہے کہ ٹھیک ہے تلاوت کر تو لی ہے۔ تم بھول گئے اُس میں ربّ نے لکھا کیا ہے؟ اُس میں ربّ نے چاہا کیا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ کَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی (طٰہٰ:126)

”آج کے دن ہم تمہیں بھلائے دیتے ہیں“۔

تم بھول گئے، جاؤ جہاں مرضی دھکے کھاتے رہو، ہم تمہاری طرف دیکھیں گے بھی نہیں، تمہارے بارے میں سوچیں گے بھی نہیں۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ انسان کو بھلاتا نہیں ہے، جہاں کہیں بھی انسان ہوتا ہے اُس کی ساری ضروریات کا خیال رکھتا ہے، میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ یہ سزا دے گا کہ تم نے مجھے بھلایا، میں نے تمہیں بھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بھول جانے والو! دیکھ لو تم اس بات کو بھولے ہو کہ تمہارا مالک ہے، تمہارے مالک نے تمہارے لیے رہنمائی کا انتظام کیا۔ کتنی محبت سے رب سمجھاتا ہے:

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ (الحشر:19)

”اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُن کی جانیں بھلا دیں“۔

ہوش ہی نہ رہا کہ ہم نے پلٹ کر کہیں جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرا انتقام ہے، تم نہیں چھوڑتے میں چھڑواتا ہوں، یہ میں چھڑوا رہا ہوں، تم سمجھتے ہو کہ یہ میرے دل میں آرہا ہے کہ میں چھوڑ رہا ہوں، میری مرضی، میرے پاس وقت نہیں، میری مصروفیات ہیں، میرے پاس زمانے کے اور بہت کام ہیں، میں کدھر اس دھندے میں لگ جاؤں، یہ تو مولویوں کا کام ہے، یہ تو اُن لوگوں کا کام ہے جن کے پاس اور کوئی کام نہیں۔ ویسے عجیب بات ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم کھانا بناؤ، کھاؤ کماؤ، تم دنیا کے جتنے بھی کام کرتے ہو، یہ تو تمہاری ضروریات ہیں۔ تم ضرورتیں پوری کرتے ہو حالانکہ کام تو ایک ہی ہے، کام وہ نہیں جو تم کر رہے ہو، کام ایک ہے اور وہ کیا ہے؟

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ

الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ (البقرہ:110)

”تم وہ بہترین گروہ ہو جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے، تم لوگوں کو نیکی کا حکم دو گے، تم لوگوں کو برائی سے روکو گے، تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو“۔

لہٰذا تمہیں تو یہ کام کرنا ہے۔ کام تو یہی ایک ہے۔ اب یہ دیکھ لیں کون کون یہ کام کتنا کتنا کر رہا ہے؟ ہر ایک کو اپنا تو پتہ ہے، اپنی جان کا حساب خود جو دینا ہے، کوئی ہمارے بدلے میں کام جو آنے والا نہیں، کسی پر کیوں تنقید کریں اپنا آپ دیکھیں، اپنے اندر جھانکیں کہ میں کیا ہوں؟ میں کہاں ہوں؟ جب انسان دوسروں کی طرف دیکھتا ہے تو اپنا آپ بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ (الحشر:19)

”اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی جانیں بھلا دیں“۔

اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب کتنا سخت ہو گا، اُس کی بات کتنی سخت ہے کہ تم نے مجھے بھلایا تو میں نے تمہیں بھلا دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ انسان کو بھول جائے تو پھر وہ کہاں جائیں گے؟ کس در پہ جائیں گے؟ شوہر اپنی بیوی سے، والدین اپنی اولاد سے، سب ایک دوسرے سے بھاگیں گے۔ یہ وہ دن ہو گا جب ہر ایک دوسرے سے بھاگ رہا ہو گا۔

اپنے بارے میں سوچنا ہے۔ سوچیں ذرا فرشتے دونوں بازو پکڑ کر کھڑے ہیں اللہ تعالیٰ کے آگے لے جانے کے لیے اور اللہ تعالیٰ سامنے ہیں، بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سوال کر رہا ہے اور سوال کیا ہو گا؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”ابنِ آدم کے قدم حشر کے میدان سے اُس وقت تک اُٹھ نہیں سکیں گے جب

تک کہ وہ پانچ باتوں کا جواب نہ دے دے: اللہ تعالیٰ پوچھے گا:

کن کاموں میں عمر گزاری؟

جوانی کو کن کاموں میں پرانا کر دیا؟

مال کہاں سے کمایا؟

کہاں خرچ کر کے آئے ہو؟

کیا علم حاصل کیا اور اس پر کتنا عمل کیا''؟ (ترمذی:2416)

کس علم کے پیچھے پڑے رہے۔ **العلم** کو چھوڑ دیا؟ اللہ کی کتاب چھوڑ دی؟ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت چھوڑ دی؟ تم کن چکروں میں پڑے رہے؟ تم دنیا کے جتنے بھی علوم حاصل کرتے مجھے ذرا پرواہ نہیں تھی، کرتے رہتے لیکن تم نے مجھے کیوں بھلایا؟ تمہیں سب کچھ کرنا تھا میرے behalf پہ، تم نے مجھے چھوڑا، تم نے مجھے پسِ پشت ڈالا، تم نے میری کتاب کو پسِ پشت ڈالا، تم نے میرے رسول ﷺ کی سنت کو پسِ پشت ڈالا، تم نے میرے رسول ﷺ کی احادیث کو پسِ پشت ڈالا۔ لو میں تمہیں پسِ پشت ڈالتا ہوں، تمہیں پوچھوں گا بھی نہیں، بھول جاؤں گا کہ میں نے تمہیں پیدا کیا تھا۔

سوچیں اُس وقت انسان کی کیا حالت ہوگی؟ شرمندگی کیسی ہوگی؟ کیسی ندامت کہ اے اللہ! فلاں وقت پر اگر میں یہ کام کر لیتا، میں نے کیوں نہ سوچا؟ میں نے کیوں فلاں وقت ضائع کیا؟ گپیں لگانے میں مصروف، گھر میں کھانے بنانے میں مصروف، پانچ پانچ دس دس کھانے۔ پھر میں نے کہا کہ میرے پاس تو فرصت ہی نہیں ہے، رشتے داروں کی تقریب میں جانے کے لیے تو وقت تھا، وہ تقاریب جن میں شمولیت کے بعد اللہ تعالیٰ یاد ہی نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ رشتے داروں کے تعلق سے نہیں روکتا لیکن غلط قسم کی تقاریب میں جانے سے ضرور روکتا ہے، ایسی محفلیں جو اللہ تعالیٰ کو بھلا دیں۔ انسان سوچے گا: ہائے بچوں کو سولہ

سولہ برس پڑھایا، ساری جوانی ان کی لگ گئی، ساری زندگی ان کی لگ گئی، سب کچھ پڑھایا، اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی نہیں پڑھائی۔

یا اللہ! یہ آنکھیں کیسی ہیں؟ اپنے بارے میں سوچ کر دیکھیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھنا ہی نصیب نہ ہوئی۔ اتنی بڑی محرومی کہ اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات پڑھنا نصیب نہ ہوئیں۔ کتنے ذخیرے، کتنے خزانے، کتنے ہیرے جواہرات اس طرح رُل رہے ہیں، پرواہ ہی نہیں۔ ٹھیک ہے ہم جی رہے ہیں، کھا رہے ہیں جانوروں کی طرح لیکن یہ human being کی life تو نہ ہوئی جس میں انسان کو نہ اللہ تعالیٰ کی پرواہ ہو، نہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی پرواہ ہو، نہ اپنی زندگی کے ضابطے کی پرواہ ہو اور انسان کہے کہ بس یہ میری زندگی ہے، میں جیسے جی چاہے گزاردوں۔ جب اللہ تعالیٰ کے پاس جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: آؤ میں بتاتا ہوں کیسے جی کر آئے ہو؟ تم نے کہا تھا کہ اپنی مرضی سے جی لوں، دیکھ لو اپنی مرضی کرنے والے متکبر کا کیا انجام ہے؟ چیونٹیوں کی طرح، حشر کے میدان میں سارے ہی اوپر سے گزر جائیں گے۔ تم اپنی جان کی بڑائی چاہتے تھے، دیکھ لو آج بڑائی کس کے لیے ہے! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

اَیْنَ الْمُتَکَبِّرُوْنَ ؟ (صحیح مسلم: 2788)

''کہاں ہیں تکبر کرنے والے''؟

اپنی جان کی بڑائی چاہنے والے، اپنی ذات کی بڑائی چاہنے والے۔ سوچیں اُس وقت کیا صورتِ حال ہوگی جب اللہ کے رسول ﷺ بھی موجود ہوں گے۔ کیسے سامنا کریں گے؟ ویسے کتنی محبت رکھتے ہیں لیکن رسول ﷺ کے اور مجرموں کے درمیان دیوار حائل کر دی جائے گی کہ یہ آپ ﷺ کی اُمت میں سے ضرور تھے لیکن آپ ﷺ کے حوض پر نہیں آسکتے، انہوں نے آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے طریقے چھوڑ دیے تھے،

اُن کو سیکھا ہی نہیں، جانا ہی نہیں، پھر اُن کے مطابق عمل کیسے کرسکتے ہیں۔ حشر کے میدان میں کیا صورتحال ہوگی؟ کیا آج اس کا احساس کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ اُس دن ہم سے کیا بات کرے گا؟ ایک ایک چیز ہم سے پوچھی جائے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (بنی اسرآئیل:14)

''آج کے دن تُو اپنا حساب لینے کے لیے کافی ہے''۔

خود حساب کتاب کرلو، یہ تمہارے اعمال کی کتاب پڑی ہے۔ اُس وقت انسان کا منہ بند کردیا جائے گا، زبان نہیں بولے گی۔ کیسے انسان اپنا حساب کتاب لے گا؟ ہاتھ کہے گا کہ مجھ سے تو نے فلاں کام لیا تھا، یہ یہ لکھا تھا۔ آنکھ بول پڑے گی کہ مجھ سے فلاں فلاں چیز دیکھی تھی، رات رات بھر بیٹھے رہتے تھے کمپیوٹر کے آگے، رات رات بھر سارے پروگرام دیکھتے تھے، بہت کچھ کرتے تھے اور صبح آنکھ ہی نہیں کھلتی تھی، نہ نماز پڑھی اور سارا دن سو کر گزار دیا۔ پھر وہی لہو ولعب کی زندگی۔ تم اللہ تعالیٰ کا رزق کھاتے رہے، اللہ تعالیٰ کا دیا لباس پہنتے رہے لیکن دنیا میں کیا کر کے آئے؟ تمہیں بھیجا کس کام کے لیے تھا اور کر کے کیا آئے ہو؟ حشر کے میدان میں کیا کیفیات ہوں گی؟ کہیں انسان اپنے پسینے میں غرق ہوگا، کہیں گھپ اندھیروں میں، مختلف موڑ ہوں گے، حشر کا ایک سلسلہ ایسا ہوگا کہ گھپ اندھیرا ہوگا۔ سورۃ الحدید کی آیت میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ جہاں گھپ اندھیرا ہوگا، ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے گا اور کسی کے پاس اپنی طرف سے کوئی نور نہیں ہوگا۔ صرف اعمال کا نور ہوگا اُن کے لیے جنہوں نے اچھے عمل کیے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ (الحدید:12)

’’مومنوں کا نور اُن کے آگے آگے اور دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا‘‘۔

يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ (الحدید:13)

’’منافق کہیں گے کہ اپنے نور میں سے تھوڑا سا نور، تھوڑی روشنی ہماری طرف بھی کر دو‘‘۔

کوئی روشنی نہیں ہوگی، ٹھوکریں کھائیں گے لیکن جانا ہے، سفر تو کرنا ہے۔ ٹھوکر کھا کر انسان جب گرتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ سر کہیں لگا، اعضاء کہیں لگے، جسم پر نیل پڑ رہے ہیں، bleeding ہو رہی ہے، کبھی گرِے تو حال خراب ہو گیا، ماتھے پر چوٹ لگی اور چکر سا آ گیا، پھر اُٹھ کھڑے ہوئے، پھر چل پڑے، روشنی نہیں ہے، تاریکی، گھپ اندھیرا ہے اور اس وقت مومن اردگرد والوں کا خوف کھا کر کہیں گے:

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا (التحریم: 8)

’’اے اللہ ہمارے نور کو (ہماری روشنی کو) ہمارے لیے مکمل کر دے‘‘۔

اُس وقت جب انسان کا حساب کتاب ہوگا، اُس کی کیسی کیفیت ہوگی؟ سوچ کر دیکھیں اگر انسان کے سارے امتحانی پرچے اس کے سامنے اُڑے پھر رہے ہوں، ساری دنیا کو پتہ چل رہا ہو تو کیسی کیفیت ہوتی ہے انسان کی! اُس وقت اللہ تعالیٰ ساری انسانیت کے سامنے حساب کتاب لے گا اور جس کا دایاں پلڑا جھک گیا وہ خوشی کے مارے اُچھل پڑے گا، اُس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں پکڑا دیا جائے گا اور جب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑا دیا جائے گا تو وہ بھاگا پھرے گا، کہے گا: لو دیکھو یہ میرے اعمال کی کتاب ہے، لو پڑھو یہ کیسی کتاب ہے، میں کامیاب ہو گیا، آج میں نے win کر لیا، آج سب سے بڑی کامیابی مل گئی، آج تو میرے لیے سب سے زیادہ خوشی کا دن ہے، اور جس کو اس کا نامۂ

اعمال بائیں ہاتھ میں پکڑایا جائے گا، وہ ہاتھ پیچھے کرلے گا کہ میں نہیں لیتا، چپکے سے پیچھے سے پکڑا دیا جائے گا، اُس وقت وہ کہے گا کہ

يَالَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ (الحاقہ: 25)

''اے کاش میں یہ نامۂ اعمال نہ دیا گیا ہوتا''!

یہ تو میرا فیصلہ ہوگیا، یہ تو میرے بارے میں طے کردیا گیا۔ بات چیت تو اس حوالے سے اور بہت سی ہوسکتی ہے کیونکہ حشر کے میدان کے بارے میں بہت سارے معاملات ہیں۔ ہماری آج کی گفتگو اس reference سے تھی کہ ہم نے اپنے اندر جھانک کر دیکھنا ہے کہ اس زندگی میں سے کیا پایا ہے اور کیا کھو دیا ہے؟

میں نے آپ سے بات کی کہ ہمیں فقیری لاحق ہے، فقر ہے۔ کتنی رکعتیں نماز کی ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلِ قبول ہوں گی؟ ہمارے اَخلاق کیسے ہیں؟ حقوق و فرائض کی ادائیگی کیسی ہے؟ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم کیسا ہے؟ ہے سہی لیکن جائزہ لینا ہے۔ ہر ایک مطمئن ہے کہ کوئی بات نہیں، باقی بھی تو انسان ایسے جی رہے ہیں، میں بھی ایسے جی لوں گا، جی لیں لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے یہی کہنا ہے کہ تم مجھے بھول گئے تھے، لو میں تمہیں بھول گیا ہوں۔

اللہ کے رسول ﷺ کی کتاب کا علم کتنا ہے؟ جب تک اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کو نہیں جانیں گے، کیسے ممکن ہے کہ اُس زندگی کو جانے بغیر، چلتی پھرتی، ہنستی بولتی، آنسو بہاتی، کبھی مجلس میں، کبھی گھر کے اندر تنہائی میں، کبھی میدانِ جنگ میں، کبھی کسی اہم موڑ پر صلح کرتے ہوئے، فیصلے کرتے ہوئے، planning کرتے ہوئے، کبھی سوسائٹی کی فلاح و بہبود کی دعوت دیتے ہوئے، کبھی جنگ میں، طائف میں، کبھی مدینہ میں، آپ ﷺ نے جو کچھ کیا، جیسے لوگوں کو trained کیا، ہم اپنی زندگی کے لیے راہِ عمل لے سکیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے کیا لیا؟ ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے۔ زیادہ دیر نہیں لگے گی، کیا پتہ اگلا سانس بھی

ملے گا یا نہیں! اختیار تو نہیں ہے سانسوں پر، موت آتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ انسان بے اختیار ہے، مکمل بے اختیاری ہے۔

لہٰذا ہمیں آج کے دن یہ فیصلہ کرنا ہے، دیکھنا ہے، اپنا جائزہ لینا ہے کہ

کیا کھویا؟ ____________ کیا پایا؟

کھویا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی کتاب۔

کھویا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی سنت۔

قرآنِ حکیم کی تعلیم کو کھو دیا، حدیثِ رسول ﷺ کو کھو دیا اور وہ عزت و وقار جو قوموں کے درمیان تھا اُمتِ مسلمہ نے کھو دیا۔ اگر پوری اُمت نے کھویا تو میں نے بھی کھو دیا، ہر ایک نے کھویا۔ آج کوئی بھی مسلمانوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا، اس وجہ سے نہیں کہ مسلمان اپنی عزت کروا نہیں سکتے، کروا سکتے ہیں لیکن نہیں کرواتے، کچھ کرنا نہیں چاہتے، اُنہیں اپنے گرنے کا بھی احساس نہیں ہے۔ جو یہ نہ جانے کہ میں نے کھویا کیا ہے، وہ پا کیسے سکتا ہے؟

ایک انسان مفلس ہے، اُس کے پاس کچھ نہیں ہے اور وہ چاہتا ہے کہ میں کچھ لے لوں، پھر کیا ہوگا؟ اگر تمنا، تڑپ اور لگن ہے تو آگے بڑھ کر حاصل کر لے گا، اُسے پتہ چلے گا کہ یہاں سے کچھ ملتا ہے تو وہ ضرور لے لے گا لیکن اگر اندر یہ طلب ہی نہ ہو تو باہر کوئی جو کچھ مرضی کر لے اندر کی دنیا میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحمت فرمائے اور ہمیں پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(سی ڈی سے تدوین)